

اِنْ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

جلد ۱۰۴

# خدا مرالدین

ہفت روزہ

جلد ۱ | جمعۃ المبارک ۱۶ جون ۱۹۵۵ء مطابق ۵ شوال ۱۳۷۴ھ | نمبر ۵

زیر سرپرستی:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

جو کہ ہر

جمعۃ المبارک

لکھنے والے

مولانا احمد علی صاحب

چوہدری عبدالرحمن

نادرش غنی

عزیز لکھنوی

روشن صدیقی

صوفی عبدالمجید

ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی کا کزن

مزدائی دائرہ اسلام سے

خارج ہیں

ہدایا خدا

سالانہ ۱۱۰۰۰ روپے

ششماہی ۱۰۰ چھپے

مدیر

عم چوہان

پابندی وقت پر شائع ہوتا ہے

فی چرچہ

چار آنے

(۴۴)

یکے از مطبوعۃ النجم خلدین



# حکایات الصالحین

## حضرت امام اعظم

(گزشتہ سے پیوستہ)

امام ابو یوسفؒ کا بیان ہے کہ میں مدت دراز تک امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اول رات کے وضو سے سو برس تک نماز فجر ادا کی۔ اور چوتھ گھنٹہ سے پہلے آپ کی خدمت میں رہتے تھے ان کا بیان ہے کہ آپ نے اول شب کے وضو سے پانچ سال تک نماز فجر ادا کی۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ آپ صابری رات گریہ زاری اور نماز میں بہر فرماتے تھے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ صبح ایک قرآن مجید پڑھتے اور ایک رات میں ختم فرمایا کرتے تھے۔

ابو مطیعؒ فرماتے ہیں کہ امام حج میں جب کبھی میں طواف کئے واسطے رات کو داخل ہوا تو امام ابو حنیفہؒ اور سید بن ابی کربہؒ کی عبادت میں مشغول پایا درمخار میں ہے کہ آپ نے پچیس حج کئے۔ اور زہد و تقویٰ عبادت علم و فہم میں بے مثل و بے نظیر تھے۔

زہد و تقویٰ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کوثر میں رہتا تھا تو میں نے وہاں کے بزرگوں سے جو بڑے زہاد و متقی تھے پوچھا کہ اہل کوثر میں سب سے زیادہ متقی کون تھے؟ سب نے بالاتفاق کہا کہ امام ابو حنیفہؒ۔ پھر میں نے پوچھا سب سے زیادہ عالم کون ہے تو بھی یہی جواب ملا کہ امام ابو حنیفہؒ۔ آپ نے تمام عمر کسی امیر۔ حاکم یا حنیفہ کا بد یہ بتول نہیں کیا۔

حنبل بن عبد الرحمنؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے ساتھ شریک رہنے آپ نے فروخت کرنے کے لئے ایک ہاون گٹھڑی غصے کے پاس بیٹھی اور کہتا بھیجی کہ فلاں مکان میں یہ نقص ہے فروخت کرتے وقت خریدار کو بتلا دینا۔ یہ گائیکو اس مکان کا غیب نظر آجھول تھے اور جب مکان بک گئے۔ سب آرام حاصل کر چکے ہوں تو سب گٹھڑی کی تہمت تہرات کردی۔ ان شریک تھے۔

امام بیہقہؒ فرماتے ہیں کہ عمری کی قیمت میں ہزار درہم تھی اگر ہم بھی اسی طرح تجارت کریں تو پاکستان کو غارت کو چار یا نہ گنگ جاویں۔ کہتے ہیں کہ کوثر میں کسی کی بکری نہ ہوئی۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ بکری کتنے درہم بییتی ہے جب کسی نے کہا کہ سات برس

نواپنے سات برس تک بکری کا گوشت نہ کھایا۔ ابو القاسم شہریؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کبھی اپنے قرضدار کی دیوار بادرخت کے سایہ میں نہ بیٹھے کہ کہیں یہ سود میں ہی شمار نہ ہو جائے۔

ایک دفعہ خلیفہ منصور نے تیس ہزار درہم آپ کو دیئے آپ نے فرمایا امیر المؤمنین میں بچہ دو ہیں سا فرمیں اور میرے پاس دو گوں کی امانتیں بہت ہیں۔ میرے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں یہ درہم محفوظ رہ سکیں۔ ان کو بیت المال میں محفوظ رکھیں۔ اس جیلہ سے آپ نے وہ درہم واپس کر لیئے۔

جو دوسرا

امام صاحب کی عادت تھی کہ سائل کو ناکام برگز نہ لواتے تھے۔ حتی الامکان اس کی ضرورت و حاجت کا بندہ بہت فرماتے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو شکیں کی ضرورت ہوتی تو اس کے لئے بھی ضروری سامان فرماتے۔

آپ دیشم اور کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اس کام میں آپ کو بڑی مہارت تھی۔ آپ کی دوکان کوثر میں تھی اور آپ کے لازم اور اجنٹ دوسرے شہروں میں بھی کچھ افراد فرست کر لیتے تھے۔ آپ کی عادت مبارک یہ تھی کہ تجارت کے کل نفع کو جمع کر کے ہر سال انفرادی بھجوادیتے جہاں یہ حضرات شیوخ و محدثین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ یہ مال دہاں بھیج کر آپ تحریر فرماتے۔ اس پر کسی کی قرینہ رشا نہ کرتا سوائے اللہ کے۔ کیونکہ یہ سب اسی کے فضل و کرم سے ہے۔

جب آپ کے صاحبزادہ حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی تو آپ نے ان کے استاد کو پانچ درہم عطا کئے۔ معلوم ہے کہ میں نے اب کیا جو آپ مجھ کو اتارے اللہ تعالیٰ سے ہیں۔ امام صاحبؒ نے بعد از فرمایا کہ ابھی اس چیز کو اس کے منہ میں بیٹھا جو آپ نے میرے لڑکے کو تعلیم کی ہے حقیر جانتے۔ اللہ کی قسم اگر میرے پاس اور زیادہ ہوتا تو میں مجھ کو اور زیادہ دیتا۔

امام بیہقہؒ فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ قرضہ نہ فرماتے۔ قرینہ خواہ وہ بڑا۔ نہ وہاں کے غریبوں نے چنہ کے قرضہ ادا کرنا چاہا تو امام صاحبؒ کو معلوم ہوا تو خود ادا کر کے فرمایا کہ سب کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت

ہے۔ حضرت شعیبؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام صاحبؒ کے ہمراہ تھا کہ ایک شخص آپ کو دیکھ کر رو پڑا جو کہ آپ نے اس کو بکار اور روپوشی کا سبب پوچھا اس نے عرض کی کہ آپ کے میرے ذمہ دس ہزار درہم ہیں۔ کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ میں ادا نہیں کر سکا۔ اس لئے شرم کے باعث میں نے یہ راستہ چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے وہ سب درہم معاف کر دیئے اور اس بات کی جو اس کے دل میں آپ کی طرف سے پیدا ہوئی تھی معافی مانگی۔

حضرتؒ کے ہر طور و طریق سے ہر وقت میں اتباع سنت کا رنگ غالب تھا۔ آپ کی ذات کمال نبوی کا نزدیک اور حضورؐ کے اتباع کا مکمل نمونہ تھی۔ ان میں سے چند مشتے نمونہ اور خردوار کے درج ذیل ہیں۔

مطل مسنونہ۔ ہر مذہب اور عہد کے موقع پر خاص اہتمام کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔ لمٹائی مٹی بہت استعمال فرماتے تھے۔ تہ بند باندھ کر غسل فرماتے تھے۔ بعد از فراغت دو رکعت نماز نفل تھیجہ الفضل بالاتزام پڑھا کرتے تھے۔ یہ معمول اکثر عمر مبارک تک جاری رہا۔

وضو۔ وضو میں اسباغ وضو کا خاص اہتمام فرماتے۔ مسنون طریقہ سے ہر ایک عضو کو دل کو دھویا کرتے تھے۔ مستحبات کا بھی خاص التزام تھا۔

مسواک۔ نماز پنجگانہ اور نماز تہجد کے لئے آخر عمر تک مسواک بالاتزام فرمایا کرتے تھے۔ اپنے وابستگان کو مسواک کرنے کی خاص طور پر تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اس بناء پر بیرون تجارت سے خدام لنگہ عالیہ میں مسواک بکثرت لاتے تھے۔ حضرتؒ خود خدام میں تقسیم فرماتے تھے۔

نماز یا جماعت کا اہتمام

نماز پنجگانہ یا جماعت اول وقت میں ادا کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ تکبیر اولیٰ میں شامل ہوتے تھے اگر کوئی عارضہ حق جتنا تو دو آدمیوں کے مہائے جماعت کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ بعض اوقات چھوٹی چار پائی میں سدا بکر شامل جماعت ہوتے تھے۔ اپنے متوسلین کو جماعت کی پابندی کی سخت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ جب تک حضرتؒ کی صحت اچھی رہی نماز فجر اور عشاء کے وقت باقاعدہ خدام جماعت کی عارضی ہوا کرتی تھی۔ نماز یا جماعت میں شامل نہ ہونے والوں کو پانچ جوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ یہ خدمت ماموں مٹھا کے سپرد تھی۔ ایک دفعہ میاں عبداللہ صاحب صاحب و حاجری اور میاں عبداللہ صاحب صاحب نے لڑکے کو بھی ایک رکعت کے وہ جانے پہ سزا دی گئی تھی۔

پابندی سنن و لواقل

نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد۔ تحیۃ الوضو و اصرار

حضرت امام اعظمؒ کی ذاتی سنن و لواقل اور عبادت کی تفصیل



# مجلسِ کس

موتبہ :- چوہدری عبدالرحمن

## نعت

یہ نعت مولیٰ عبدالحامید صاحب  
عربی شجر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی اسکول  
لاہور نے میں عطا فرمائی ہے۔ ہم اسے  
شکر یہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ اس  
نعت میں قابلِ غور یہ چیز ہے کہ ہر  
شعری ابتداء حضورؐ کے لفظ سے کی  
گئی ہے۔ (میر)

حضور آپ کہاں اور یہ غلام کہاں  
شب سیاہ کہاں اور مہ تمام کہاں  
حضور آپ سا بٹنا کسی سے کام کہاں  
وہ سوزِ قلب کہاں خوبی کلام کہاں!  
حضور آپ کی خاطر بنے زمین و زماں  
نصیب شمس و قمر کو یہ تھا نظام کہاں  
حضور آپ کی نسبت خدا سے نسبت  
وگر نہ بندہ کہاں اور یہ مقام کہاں  
حضور آپ کی سنت جس نے منہ پھیرا  
اسے خدا سے کتاب ہدیٰ سے کام کہاں  
حضور آپ کے آتے ہی چٹ گئی ظلمت  
جہاں میں کفر و ضلالت کا اب مقام کہاں  
حضور آپ کی سیرت کتاب کی سورت  
بجز پیام خدا آپ کا کلام کہاں  
حضور آپ کی بندہ فرائیوں کے سوا  
گل مراد بنے قلب غنچہ فم کہاں  
حضور آپ کی ادنیٰ نگاہ رافت سے  
اٹھے بلال کہاں سے ملا مقام کہاں  
حضور نذر عقیدت کے قبول اقتد  
وگر نہ نعت کہاں اور سرش خام کہاں  
عبدالحمید

سودا گنا۔  
(۲) حقیقتاً حرام۔ بکری کا گوشت بظاہر حلال ہے اگر  
چربی کی بکری ہو تو اس کا گوشت حقیقتاً حرام ہوگا۔  
اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دونوں سے بچنے  
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ہر مسلمان فقط اس چیز کا مکلف ہے کہ جو چیزیں  
شرعیات نے حرام کی ہیں ان سے پرہیز کرے۔  
اور جو چیزیں بظاہر حلال اور حقیقت میں حرام  
ہیں۔ مثلاً چربی کی بکری کا گوشت یا چربی کی  
بھینس کا دودھ۔ اس قسم کی حرام چیزوں کی  
تمیز ہر مسلمان نہیں کر سکتا۔ سوائے ان اولیاء کرام  
کے جن کو اللہ نے فہم باطن عطا فرمایا ہے اور فہم  
باطن کی بنیائی سے وہ حقیقتاً حرام یا حلال کی پہچان  
کر سکتے ہیں۔ اس لیے وہ اولیاء کرام بظاہر حلال  
اور حقیقت میں حرام چیزوں سے اپنے آپ کو  
بچا سکتے ہیں۔

جن مسلمانوں کو اس درجہ کا نور باطن حاصل  
نہیں ہے۔ وہ ایسی چیزوں کو استعمال کرنے سے  
اگرچہ شرعاً مجرم نہیں ہوں گے مگر وہ حرام چیز  
باطن میں اپنا اثر ضرور دکھائے گی۔ یہ بھی ممکن ہے  
کہ عبادت کی توفیق ہی سلب ہو جائے منہ عبادت  
کی باطنی لذت تو یقیناً حرام کھانے سے سلب ہو جاتی  
ہے۔

حرام خواہ دانستہ کھایا جائے خواہ نادانستہ دونوں  
صورتوں میں اپنا اثر دکھائے گا۔ سنگھیا اگر کوئی سمجھ  
کر کھایا جائے یا نہ سمجھ کر کھایا جائے۔ دونوں صورتوں  
میں موت کا پیغام لائے گا فرق صرف اتنا ہوگا کہ پہلی  
صورت میں زہر کھانے والا خود کشی کا مجرم نہ ہوگا۔ دوسری  
صورت میں وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔

ہمارے ہر چیز حلال نہیں۔ ان میں بکثرت حرام  
ہیں۔ اللہ کے پاک نام سے بعض اللہ کے بندوں کو  
یہ نعمت نصیب ہوتی ہے کہ ان کو حلال حرام کی تمیز  
ہو جاتی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر ذرا کو یہ نعمت مل  
جائے۔ اللہ جس کو چاہے اپنے فضل سے مٹا  
فرمائے۔ جیسے ہر آدمی کے پیٹ میں نامہ نہیں ہوتا۔ اللہ  
تعالیٰ جس کے پیٹ میں چاہے پیدا کر دے۔

ایک فقہیندی بزرگ نے فرمایا کہ ان کا ہے۔

تجہ حشر ۱۷، ایشوال ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۵۵ء  
ذکر کے بعد حضور منا و مرشدنا حضرت مولانا اسماعیل صاحب  
مظاہر العالی نے جو تقریر فرمائی وہ مدق ذیل ہے :-

## ذکر الہی کی تاثیر

آجکل فکر الہی میں اگر لذت نہیں آتی تو اس کا سبب  
بڑا سبب اکل و شرب حرام و مشتبہ مال ہے۔ اکل  
حلال کے ساتھ صدق مقال بھی ہو تو اللہ کے ذکر کا  
فورا اثر ہوتا ہے۔ اور طبیعت میں فرحت۔ راحت  
اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر دل مسخ ہو جائے  
تو پھر اثر نہیں ہوتا۔ جس طرح ننگے پاؤں پھریں اور  
ابتداء میں کانٹا ہی چھو جائے تو فوراً احساس ہوتا  
ہے۔ لیکن اگر ننگے پاؤں پھرتے پھرتے پاؤں کے  
تلووں کا گوشت سخت ہو جائے تو کانٹا تو بجائے خود  
رہا داغ بھی دیا جائے تو اثر نہیں ہوتا۔ عرب کی دھوپ  
اور پتھری زمین پر ننگے پاؤں چلنے والے بدویوں  
کے پاؤں اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ ان کو داغ بننے  
کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ یہی حال دیہات کے زمینداروں  
کا ہے۔ اسی طرح دل میں اگر فطرۃ موجود ہو، تو  
ذکر الہی کا اثر فوراً ہوتا ہے۔ نیز پھری سے بکری  
ایک منٹ سے بھی پہلے ذبح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ  
اس کی گردن میں ہڈی نہیں ہوتی۔ لیکن سودا اس  
پھری سے ذبح ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کے گلے  
میں سخت ہڈی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ سودا گردن کو  
موڑ نہیں سکتا۔ جو سودا کا شکار کرتے ہیں وہ اس کی  
اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب سودا ان  
پر تیزی سے حملہ کرتا ہوتا ہے تو وہ  
ذرا سا دائیں یا بائیں ہٹ کر اس پر مدار کرتے  
ہیں۔ گلے میں ہڈی ہونے کی وجہ سے سودا کو  
کھانسی سے اس طرح ذبح کرتے ہیں۔ جس طرح مکھی  
کو کھانسی سے بچاڑتے ہیں۔ تب جا کر وہ ذبح  
ہوتا ہے۔

حرام کھانے سے دل اس قدر سخت ہو جاتا ہے  
کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے بھی متاثر نہیں ہوتا تو جبکہ  
اپنی اصلاح کے لئے ریاضت نہ کرے۔ اور شیخ کامل  
اس کے قلب پر توجہ نہ کرے۔

حرام کی دو چیزیں ہیں (۱) سودا حرام۔ مثلاً



جائے تو قرآن کی تین آیتیں ختم نہ ہونے پائیں گی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں گے۔ وَاِذَا مِمَّا جَاءَ  
اَنْزَلَ اِلَى الْوَسْوَءِ (الایہ)

برائی کے گلے میں جو نہی چھری پھیری جاتی ہے تو خون کا فوارہ جاری ہو جاتا ہے۔ یہی حال حلال طیب  
کھانے والے فاکر کی طبیعت کا ہوتا ہے۔ بعض بے سم تعصوت کے خالفت ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ  
ان کو اس کا برا چکھائے۔

صحابہ کرام کو قرآن مجید سمجھنے کے لیے صوف و نحو کی ضرورت نہ تھی۔ وہ نبی کریم کی صحبت میں حاضر ہوتے  
ایمان لاتے اور وہنا ان کو سب کچھ حاصل ہو جاتا تھا۔ ہم چونکہ عجمی ہیں اس لیے ہم کو صوف و نحو پڑھنے  
کی ضرورت ہے اور قرب الہی کے مدارج کیا حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت  
کا عقیدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے صحابی کے درجے کو بعد کا بڑے سے بڑا ولی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

بعض لوگ میرے پاس آکر شکایت کرتے ہیں کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں۔ ذکر بھی کرتے ہیں۔ بیسکین  
لذت نصیب نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ اکل و شرب حرام و مشتبہ مال ہے۔ اگرچہ حوام اس کے تکلف نہیں  
یا تو اشد آنکھیں عطا فرمائے۔ اور یا پھر آنکھوں والے کے سایہ تلے رہے۔ ان دو صورتوں کے مسئلہ  
حقیقی حرام سے بچنے کی کوئی صورت نہیں

اللہ تعالیٰ اگر باطن کی آنکھیں عطا فرمائیں۔ تو دیکھتے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ چیز حرام ہے اور یہ حلال

### عزیز لکھنوی

## میتیم اور گورپدر

نئے نئے ہاتھ اپنے قبر پر رکھے ہوئے  
دفعۃً اُٹھ اُجڑا دل رو رو کے میں کہنے لگا  
کیا سب سے کون سی مجبوریاں درپیش ہیں  
سو ہے ہیں اپنے اپنے آشیانوں میں پرند  
ہر طرف سے یہ دندلوں کی صدا میں ہونٹاں  
ہائے یہ عالم کہ دنیا کر رہی ہے سائیں سائیں  
تم نے چھوڑا تھا کبھی تنہا مجھے ایسی جگہ  
آسمان پر ایک سٹانا سا ہے چھایا ہوا  
میں ہوں اے بابا وہی پروردہ آغوش ناز  
کیوں کفن میں منہ چھپایا میں وہی منحوس ہوں  
شوق پر مستیں تھیں میرے چہینے کے لیے  
منع کر دیتے تھے فوراً تم اشارے سے مجھے  
اب ہی ہم ہیں کہ مانگیں بھی تو مل سکتا نہیں  
مر گئے تم جب سے ہم پر حقارت کی نظر

خیر اے بابا ذرا یہ بات بھی رکھئے گا یاد!

آج باتوں کا میری لیے نہیں کچھ آپ اثر

اوب کیا کرتا تھا۔ اگرچہ میرا خاندان قادری ہے۔ اس کا  
صلہ مجھے وہ یہ دیا کرتے تھے کہ جب لاہور سے گزرتے  
تو زیارت کرانے کے لیے آجاتے تھے۔ آنکھوں  
نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ میں ایک گاؤں  
میں گیا۔ وہاں کے لوگوں نے شکایت کی کہ ان کو  
کچھ دنوں سے ذکیر الہی میں لذت نہیں آتی۔ مونیکیا  
کلام کی اصطلاح میں اس کو قبض کہتے ہیں کہ اللہ اللہ  
کرنے میں جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ بند ہو جاتی ہے  
وہ فرطتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق  
ذریافت کیا تو مجھے بتلایا گیا کہ گاؤں والوں نے ایک  
دن چوری کی گائے کا گوشت کھا یا تھا۔ جس کی وجہ  
سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے۔ اور ذکر کی لذت سلب  
ہو گئی۔

دیوبند میں ایک بزرگ صاحب تھے جب کبھی حرام  
ان کے پیٹ میں چلا جاتا تو فوراً تھے ہو جاتی۔ ایک  
دفعہ ایک شخص نے ان کی دعوت کی اور ہر ملک احتیاط  
کی کہ کوئی حرام یا مشتبہ چیز نہ پکے پائے اس شخص نے  
دعوت میں کبیر بھی پکائی۔ کہتے ہیں کہ جب اس بزرگ  
نے کھائی تو فوراً تھے ہو گئی۔ تحقیق حال کی گئی تو  
معلوم ہوا کہ جس بھینس کا دودھ کھیر میں استعمال  
ہوا تھا جب اس کا دودھ وہ رہے تھے تو اس نے  
پاس والی بھینس کے چارہ میں سے تھوڑا سا کھا لیا تھا  
نماز اور ذکر الہی میں مزانہ آنے کا ایک سبب  
حرام اور مشتبہ مال کا کھانا ہے۔ ان سے وہی بچ  
سکتا ہے جو یا تو خود باطن کے لحاظ سے بینا ہو  
یا اس کا ہاتھ بینا کے ہاتھ میں ہو۔

حضرت درین پوری رحمۃ اللہ علیہ اللہ کو نے  
والی جماعت کو چھپکا بھات دیتے تھے جس میں تک  
اور نہ بیٹھا ہوتا تھا۔ اس میں حلال کے چادل اللہ  
پانی ہی ہوتا تھا۔ یہ اس لیے کرتے تھے کہ اللہ اللہ  
کرنے والی جماعت کے پیٹ میں حرام کا لقمہ نہ  
جانے پائے۔ حضرت خود بینا تھے۔ ان کی وجہ سے  
ساری جماعت حرام سے بچ جاتی تھی۔ حضرت نے  
یہ چیز اپنے مرشد سے لی تھی۔ حضرت حافظ محمد صدیق  
صاحب کے ہاں بھی یہ دستور تھا کہ اللہ اللہ کرنے والوں  
کے لیے بھات پکاتا تھا۔

مسلمانوں کی موجودہ بے دینی کا ۸۰ فیصدی سبب  
اکل و شرب حرام و مشتبہ مال ہے۔ دس فیصدی  
بے نمازوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزوں کا کھانا  
ہے۔ اور باقی دس فیصدی بے دینوں اور نااہلوں  
کی صحبت ہے۔

ذکر کی طبیعت چھوٹی موٹی بوٹی کی سی ہوتی  
ہے۔ بے دین اس کے سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس  
کی طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اگر حلال طیب کھایا



# خطباتِ فرزندِ قوم

غازی ہے گرتورہ شہادت پہ چل کے دیکھ  
آغوش میں ہیں زندگی جاوداں نے  
تنا آئیوا لے دور کا احساس ہوئے تجھے  
پائے شعور پھر غلطی سے پھسل نہ جائے  
سودا زودہ دماغ کا لازم ہے اب علاج  
بیٹھا کنج فکرمیں کیوں پاؤں توڑ کر  
گرداب میں سفینہ اُمید گھرتے جائے  
مانا کہ تو بھی دشتِ توردی میں فرسے  
ہر سببِ ترکانِ تغافل ہیں بنیمِ جاں  
اک آتشِ خلیل ہے اک آتشِ کلیم  
مشاق دید ہے تو حقیقت کی آنکھ سے  
نازال ہوں تجھ پر غیب کا پھر حق کی زمیں  
انوارِ آفریں ہے غبارِ درہنی  
ہر لمحہ عصرِ نو کا تیرے گیت گلے گا

گھر سے پئے جہادِ خدا راہِ کل کے دیکھ  
تو طریقِ ہمد میں اہلِ عمل کے دیکھ  
نظارے آج چشمِ تصور سے کل کے دیکھ  
لہلہ چل طریقِ سلف پر سنبھل کے دیکھ  
اتہار اس میں ہو گئے پیدا نخل کے دیکھ  
کیا انقلاب ہو گیا بابہ نخل کے دیکھ  
اے ناخدا رُخ اُس کا خدا را بدل کے دیکھ  
اے قیس دو قدم تو میرے ساتھ چل کے دیکھ  
محشرِ پیاسے تیری گلی میں نخل کے دیکھ  
جھلنے کی آرزو ہے تو دونوں میں چل کے دیکھ  
حُسنِ ازل کو عشق کے سانچے میں ڈھل کے دیکھ  
اک بار تو عقیدہ باطل بدل کے دیکھ  
غارہ تو ایک باریہ چہرے پر مل کے دیکھ  
کمنہ خیالِ فکرو عمل کو بدل کے دیکھ

نازشِ حیاتِ سرمدی چاہے تو ایک بار  
تو سیرتِ حسین کے سانچے میں ڈھل کے دیکھ



# خطبہ جمعۃ المبارک

۱۸ شوال ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۵۵ء  
(اذا جناب مولانا احمد علی صاحب خطیب شیر والوالہ)

## اشاعت اسلام میں مرد اور عورت

قوله تعالى:-

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ سورة التوبة بکرم پنا  
توجہ :- اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں  
ایک دوسرے کے درگاہ ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ میں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ زبردست ہے۔ حکمت والا۔

### حاصل

یہ نکلا۔ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں دونوں ہی منہ جہ ذیل کام کرتے ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ برائی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں (یعنی قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے ہیں (یعنی قرآن مجید پر عمل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھیں رکھتے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ اسلام کی اشاعت کے ذمہ دار جس طرح مرد ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی ہیں جس طرح مرد لوگوں کو حکم کریں گے۔ اسی طرح عورتوں پر بھی حق ہے کہ جہاں مومن کا بس چلے لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں۔ اور جس طرح مرد پر حق ہے کہ برائی کو روکنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح عورتوں پر بھی حق ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں اگر کوئی برائی دیکھیں۔ تو اس کو روکنے کی سعی اوسر کوشش کریں۔ اگر ہاتھ سے دودھ دینے کی طاقت ہے تو ہاتھ سے دودھ کریں۔ اگر ہاتھ سے دودھ کرنے کا موقع نہیں ہے تو زبان ہی سے برائی کرنے والوں کو مطلع کریں۔ اور اگر زبان سے بھی کہنے کا موقع نہیں ہے۔ تو پھر کم از کم اس برائی کو دل میں ہی برا سمجھیں۔ اور جس طرح مردوں پر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے اور جس طرح مردوں پر صاحب نصاب ہوں تو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بھی نقدی یا ذریعہ یا مالی تجارت

سہ ہے۔ اسلام سات برس کی عمر ہی میں اپنے قبیلے کو ایک جامع اور مکمل قانون کی تعلیم دینا شروع کر دیتا ہے۔ اسلام میں یہ حکم ہے کہ سات برس کے بچے کو نماز شروع کرادی جلتے اور نماز میں قرآن مجید کی تلاوت لازمی ہے ورنہ نماز ناہی نہیں ہوتی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ کر نماز پڑھی جائے۔ لہذا اگر صحیح اور اصلی طریقہ پر نماز پڑھی جائے تو ایک روش کی اچھی خاصی مسائل دینیہ کی واقف ہوگی۔ اور عملاً دین دار ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ عورتوں میں بفضلہ تعالیٰ دین کی اشاعت کیے گی۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی مستحق ہو جائے گی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور ہے جو پہلے لکھی گئی ہے۔

## قرآن مجید عورت کو کیا سکھاتا ہے

برادران اسلام۔ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ خالق عزوجل اور مخلوق خدا کو راضی رکھو۔ اور دونوں کے حقوق ادا کرو۔ دونوں کے حقوق ادا کرنے کا طریقہ خود قرآن مجید سکھاتا ہے۔ جب عورت خالق عزوجل کو اور اس کی مخلوقات کو راضی رکھے گی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور لوگوں کی نظروں میں محبوب ہو جائے گی۔

### تعلیم کا نمونہ

قرآن مجید عورتوں کو جو تعلیم دیتا ہے اس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے:- قوله تعالى:-  
وَاَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِالْعِزَّةِ الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَلًا فُخُورًا (سورة النساء رکوع ۴۲)  
(توجہ) اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو مت طاؤ۔ اور ماں باپ سے نیکی کرو۔ اور رشتہ فاقوں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور رشتہ دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس میں بیٹھے والے ساتھی سے دشمنی مسافر کو نیوالے اور مسافر سے اور غلاموں سے (نیکی کرو) بے شک اللہ کو وہ پسند نہیں آتا جو کوئی امتزا پڑاتی کرتا ہو۔

### حاصل

یہ نکلا۔ کہ صاحب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا خیال رکھو شہداء خدا کی گواہی دقتہ نماز پڑھو۔ اور خدا تعالیٰ کا درجہ ہے۔ اس کے درجہ پر اور کسی کو نہ سمجھو۔ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور یتیموں (باقی رہے)

## خیر القرون میں ایسے ہی تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (خیر القرون قرتی شمة الذین یلوئہم شمة الذین یلوئہم) (ترجمہ) بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر وہ لوگ دہتر ہوں گے جو ان کے منقل پیما ہوں گے۔ چنانچہ ان مبارک زمانوں میں ایسا ہی تھا۔

## خیر القرون میں اشاعت اسلام میں عورتوں کا حصہ

کتب اسماء الربانی جو مسلمانوں کا خاص فن ہے۔ یہ فن مسلمانوں کے دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نقل کرنے والوں کے نام محفوظ ہوں۔ امدان کے زمانے کی تعیین بھی ہو۔ کہ یہ صحابی ہے۔ یا تابعی ہے۔ یا تبع تابعی ہے آپ حیران ہوں گے کہ ارشادات نبویہ کے نقلیوں میں تین سو ترسیلہ مستورات کے اسماء گرامی بھی محفوظ ہیں۔ ان میں بعض صحابیات ہیں بعض تابعی ہیں۔ بعض تبع تابعی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان مبارک زمانوں میں عورتیں بھی اشاعت اسلام میں برابر حصہ لیتی تھیں۔

## اہل تعلیم پانا پھر تعلیم دینا

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اول انسان تعلیم پاتا ہے۔ اس کے بعد دوسروں کو تعلیم دینے کے قابل ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ ان مبارک زمانوں میں مستورات کو دین کی تعلیم دی جاتی تھی تبھی تو وہ اس قابل ہوتی تھیں کہ دوسروں کو نیکی کا حکم کر سکیں۔ اور برائی سے روک سکیں۔ ورنہ دینی فتنہ ہوتا۔ آگہ خود گم است کہ اہل میری گند

## عورتوں کی تعلیم

اسلام نے اپنے نام نبیوں کے لیے تعلیم دینے کی ہوتی



# بانک درا

(۱)

پو پھٹنے لگی دُور ہوئی شب کی سیاہی  
دینے لگے مرغاں محرق کی گواہی  
کرنے لگے پیرانِ حرم یادِ الہی  
میدان میں آیا ہے کمر بستہ سپاہی  
جاگ اٹھو کہ ہے منزل مقصود بہت دُور

(۳)

منزل پہ پہنچ گئے یاراں سبک پہ  
جو راستے دشوار تھے ہمت نے کٹے ط  
پیچھے نہ رہو براہِ خطرناک بہت ہے  
قافہ سالار کی آواز سپاہی  
جاگ اٹھو کہ ہے منزل مقصود بہت دُور

(۲)

دشواری منزل ہے عزیزوں کی نظیریں  
لٹ جاتے ہیں احباب اسی راہ گزیریں  
ہر وقت ہے اندیشہ لیٹروں کا سفر میں  
لٹکائے چلو خنجر و شمشیر کمر میں  
جاگ اٹھو کہ ہے منزل مقصود بہت دُور

(۴)

دیتی ہے یہ پیغام تمہیں بادِ بہاری  
یہ نگہت کل مشرق و مغرب میں ہے جاری  
اک لمحہ بھی بیکار نہیں اس کی سواری  
سب مل کے اٹھو کوچ کی آنے کو ہے باری  
جاگ اٹھو کہ ہے منزل مقصود بہت دُور



# فَلَا تَزِلَّ الْجَلَّةُ الْحَقُّ وَفَتْهُوا بِالْبَطْلِ إِنَّ الْبَطْلَ كَانَ زَهُوتًا

آئینہ دیکھا اپنا سامنے لیکے رگتے۔ صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

## مرزائی دائر اسلام سے شادی

جناب محمد اکبر ایڈیٹر ٹیلیگراف ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی

### کا مکمل فیصلہ

بعد ازاں شیخ محمد اکبر ایڈیٹر ٹیلیگراف ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی  
سول اپیل نمبر ۱۹۵۵ - امتہ الکریم بنت کرم الہی  
ماجھوت جمنہ محلہ مکان نمبر ۵۰۰ رہی نیلہ محلہ ٹیکڑا  
بنام

لفٹنٹ نذیر الدین ملک خلف ماسٹر محمد دین اعوان  
محکمہ کرشن پورہ - راولپنڈی۔

#### مفصل فیصلہ

سماعۃ امتہ الکریم بنت کرم الہی مدعا علیہم کے  
دکیل کے بیان کے مطابق وہ لوہاریں کی شادی  
نذیر الدین ایک میٹریکولیشن سے ۵ دسمبر ۱۹۵۵ء  
کو یحییٰ دو ہزار روپیہ جہیز کے طے پائی۔ بیان  
کیا جاتا ہے کہ دونوں کی رسم نکاح ایک سنی مولوی  
نے سرانجام دی۔

درخواست کنندہ کے دکیل کے بیان کی رو  
سے مرٹن نذیر الدین کو ایک ترکھان ہونے کے باوجود  
میٹریکولیشن چلنے کی وجہ سے افواج پاکستان  
میں کیشن مل گئی۔ یہ سوچ کر کہ اسے آگے چل کر  
احلیٰ سوسائٹی میں مل جل کر رہنا ہو گا۔ اور اس  
کے لئے اسے اپنے پاس ایک لوہاری لڑکی کو رکھنے  
سے آخر اسے موٹیل نہیں قرار دیں گے۔ اس نے  
اپنی مشکوہ پیروی کو ۱۹ جولائی ۱۹۵۵ء کو ملٹی ٹریڈی  
سماعۃ امتہ الکریم نے اس بنا پر لفٹنٹ نذیر  
سے دو ہزار روپیہ حق مہر لکھنے کے لئے عدالت  
میں مقدمہ دائر کر دیا

سماعۃ امتہ الکریم نے اس کے علاوہ ان اشیا  
کا معاوضہ حاصل کرنے کا دعویٰ بھی دائر کر دیا  
جو اس کے والد نے شادی کے موقع پر جہیز میں  
دی تھیں۔ اور جس کی مالیت ۲۰۴ روپیہ بیان  
کی گئی ہے۔

#### شادی درست نہیں تھی

لفٹنٹ نے تمام الزامات کی محبت سے انکار

کر دیا۔ اور یہ جواز پیش کیا کہ جہیز کی اشیا میں  
سے اس کی ملکیت میں سے اب کچھ بھی باقی نہیں ہے  
جہیز کی واپسی کے متعلق یہ دلیل پیش کی گئی کہ شادی  
مرے سے ہی درست نہیں تھی۔ کیونکہ یہ جہیز  
سے ہوئی۔ کیونکہ اس وقت سماعۃ امتہ الکریم  
خفیہ انتہیہ نظر پر کیا گیا تھا جبکہ وہ مرزا غلام احمد  
قادیان کی پیروکار تھی۔ اور اگر یہ جہیز ہی ظاہر  
ہو جائے۔ تو یہ شادی ایک مسلمان اور غیر مسلم کے  
درمیان ہو کر رہ جاتی ہے۔

احمد کی عورت سے شادی ممکن ہے  
یہ ظاہر ہے کہ شادی بظاہر ہر دو صنادیق  
ہوئی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر اس وقت ہاں نکاح  
کی لڑکی موجود ہے۔ سماعۃ امتہ لکھتے ہیں اس جہیز  
کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

لڑکی کے باپ نے عدالت میں تسلیم کیا کہ  
وہ ایک حنفی العقیدہ مسلمان ہے۔ اس کے علاوہ  
یہ جو از بھی پیش کیا گیا کہ ایک مسلمان مرد اور احمدی  
عورت کے درمیان شادی غیر ممکن اور غیر مناسب  
نہیں ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ منسوخ کیا جا سکتا  
ہے۔ لیکن قانون کی رو سے خاوند اور اس موقع  
پر عورت کو حرجانہ دیا جانا ضروری ہے۔

لفٹنٹ نذیر نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ  
درخواست دہندہ اسے حق مہر کی رقم معاف کر  
چکا ہے۔ دونوں کی طرف سے فاضل جج  
کے سامنے مختلف دلائل پیش کئے گئے اور متعلقہ  
عدالت نے مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی  
مدعا علیہ اور مدعا علیہم کے درمیان شادی جو کہ  
سے طے پائی تھی۔ لہذا مدعا علیہم مدعا علیہ کو حق

فہرہ ادا کرنے کا پابند نہیں ہے۔  
۱۹۰۱ء میں جعل سازی کے ثابت نہ ہونے پر بھی  
شادی منسوخ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا حق مہر پر  
کیا اثر پڑتا ہے۔ یہ امور تو جرح و جہاز ہیں۔  
۲۰۰۱ء مدعا علیہ نے حق مہر معاف کر دیا تھا۔  
۳۰۰۱ء مدعا علیہ کے پاس حق مہر کے متعلق مدعا علیہم  
کا کوئی تحریری ثبوت موجود ہے اور اس کی قیمت کیا ہے  
۴۰۰۱ء اگر جواب انہیات میں ہے۔ تو مدعا علیہ کو اس  
کے تحت اسے پاس رکھنے کی اجازت ہے

مقدمہ کی پیروی کے بعد وہاں محمد سلیم منیر  
سول جج راولپنڈی نے کارروائی ختم کرتے ہوئے  
مندرجہ ذیل فیصلہ دیا

#### ماجھوت عادت کا فیصلہ

۱۱۔ دونوں کے درمیان کسی جعل سازی کے ذریعے  
شادی طے نہیں پائی تھی  
۱۲۔ مدعا علیہ نے حق مہر کی رقم معاف نہیں کی تھی  
۱۳۔ جہیز کی ۲۰۴ روپیہ کی اشیا علیہم  
کے پاس موجود ہیں۔

میں نے سماعۃ امتہ الکریم کی طرف سے میں  
عطائے ایڈووکیٹ اور اس کے علاوہ خواجہ اقبال  
ایڈووکیٹ کے دلائل سننے۔ ہماری عدالت  
میں نذیر الدین ملک کی طرف سے مرٹن نظر محدود  
پیش ہوئے۔ دونوں کیس سے کسی ایک نے بھی  
مندرجہ بالا عدالت کے فیصلہ کی صداقت سے  
مطلق ایک لفٹنٹ تک پتہ نہ چل سکا۔ سب سے پیش نہیں کیا  
متعلقہ عدالت کے فیصلہ میں یہ بھی  
جایا گیا ہے کہ قادیانی اہل کتاب نہیں کہے جا  
سکتے۔ سماعۃ امتہ الکریم مدعا علیہ قادیانی احمدی  
ہے۔ پس شادی کے موقع پر وہ غیر مسلم تھی  
مدعا علیہم کے بیان کے مطابق یہ شادی قطعی  
طور پر غیر آئینی ہے۔ لہذا قانونی طور پر معاوضہ



طور پر بیانات موصول ہوتے ہیں

### حضرت علیؑ کے فضل

یہ تمام بیان مرزا غلام احمدؒ کی کتاب میں ہے۔ جو انہوں نے اپنا دعویٰ خدمت ظاہر کرنے کے لئے لکھی تھی۔ اور جسے فاضل حج نے خاص طور پر نوٹ کیا۔

پہلے میں بھی اس دعویٰ کا مؤید تھا۔ کہ مسیحیوں نے ایسا مرتبہ جس کی تائید پیغمبرؐ کا تھا اللہ تعالیٰ کے قریب تھا۔ اور اگر جسے اس پر اپنی برتری کے کچھ نشانات بھی نظر آئے۔ تو میں نے اسے اپنی جانبداری پر حملہ کرتا۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ کے پیغامات مجھے موصول و حضار بارش کی طرح موصول ہونے لگے تو میں اس یقین کو تسلیم کرنے پر مجبور رہ گیا۔ اور آخر کار مجھے پیغمبر کا لقب دے دیا گیا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۲۹-۵۰)

### سب مسلمان کافر ہیں

اور یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ مرزا غلام احمدؒ کے پیروکاران کے متعلق کیا سوچتے ہیں۔ یہ بہتر معلوم کہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا ابوبکر الدین احمدؒ کے چند ایک بیانات نقل کئے جائیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان تصور نہ کریں۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیں۔ کیونکہ ہمارے عقیدہ کے مطابق وہ کافر ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ (الوار خلافت صفحہ ۱۱) متعلقہ عدالت نے یہ بھی دیکھا ہے۔ کہ احمدیوں کے عقائد دوسرے مسلمانوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اور دو رنگی پیغمبری سے متعلق اور زیادہ واضح ہے۔

مدعا علیہ کے وکیل نے اپنی درخواست میں کیا ہے۔ کہ قادیانی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہیں۔ لیکن یہ بیان مرزا غلام احمدؒ کی طرف سے پیغمبروں کی آمد کے نہایت مختصر عرصہ میں دیئے گئے بیان پر مبنی ہے۔ اور نہ اس پر اس نے یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ عام طور پر مسلمانوں کو کفر سے قادیانیوں کے اس اصول کی مخالفت ہے۔ ماتحت عدالت نے خود یہ تردید یہ کہہ سکتی ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں سے ہونے احمدیوں کے کسی نہ کسی موقع پر یہ ضرور کہا جائے کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔

متعلقہ عدالت کے فیصلہ کی رو سے یہ چیز بھی ایک بظاہر موجودہ مرزاؤں سے شادی جائز

کا مطالبہ بھی قابل قبول نہیں ہے

اس فیصلہ کی بنیاد پر میاں محمد سلیم نے مساجد امت الکرم کو - ۲۳۰ روپے کی ڈگری عطا کر دی۔ لیکن حق مہر حاصل کرنے سے متعلق اس کی اپیل کو مسترد کر دیا۔

مندرجہ بالا فیصلہ کے بعد میری عدالت میں دو درخواستیں پیش کی گئیں۔ مساجد امت الکرم نے حق مہر دو ہزار روپے کی رقم اپنے سابق خاندان سے حاصل کرنے کی درخواست دی۔ فقہانہ تہذیب الدین نے اپنے جوائی دعویٰ ماتحت عدالت کے اس فیصلہ کے خلاف درخواست دی۔ کہ اسے جہیز کی - ۲۳۰ روپے کی رقم ادا کرنے سے چھٹکارا دلایا جائے

مساجد امت الکرم کے خطوط اور شہادتوں کی بنیاد پر یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قادیانی کے موقع پر وہ قادیانی تھے۔ اس بنا پر میں ماتحت عدالت کے مندرجہ بالا فیصلہ کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابتدائی بحث کے دوران میں درخواست کنندہ کے وکیل میاں عطا اللہ نے مندرجہ ذیل سوالات کئے تھے۔

۱۔ سب مسلمانوں کا فیصلہ ہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے آخری نبی تھے۔ پھر یہ کہ ان کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آیا۔ ۲۔ یہ کہ "حجرات" مسلمانوں میں نہیں ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کو آخری نبی تسلیم نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسلامی عقائد پر مبنی ہونے کی رو سے۔

۱۔ متعلقہ عدالت کے فاضل حج نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ اسلامی عقائد کا اصول ہے۔ کہ رسول خدا کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آیا۔ اور نہ اسے کہتا ہے یہ عقیدہ "ختم النبیین" کہلاتا ہے۔ جس نے قرآن کریم میں ہمارے رسول صلعم کے لئے احوال کیا گیا ہے۔

لیکن قادیانی اس فقرہ کو خاتم النبیین کہتے ہیں جس کا مطلب پیغمبری کی مہر لیا جاتا ہے۔ ان کی اس دلیل کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا کے بعد پیغمبروں کی آمد کو بند نہیں کیا۔ ان کے بیان کے مطابق مرزا غلام احمدؒ ان پیغمبروں میں سے ایک ہیں۔ جس میں رسول صلعم کے بعد سے دو بعثت کیا گیا۔ جو قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے سکھائی روحانی پیغام توڑنے کو نہیں آئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خفیہ طور پر پیغامات موصول ہوتے رہے۔ اس قسم کے پیغمبر کو "ظلی" بھی کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک ایسا پیغمبر جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزادانہ

نہیں۔ میں اسلام کے تمام فرقوں کے علماء کے فتوے شامل ہیں۔ اور یہ ایک ہی امرت کی طرف سے مسئلہ میں شامل کیا گیا۔

اس نے علاوہ اس پر اور زیادہ وضاحت طریقہ پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔

### ایک اور فاضل حج کا فیصلہ

جبکہ بہادر پور کے فاضل حج نے ۱۹۳۵ء میں مساجد عیشاں مقام عبدالرزاق کا فیصلہ شائع ہونے والے دی تھی۔ اور جسے بعد ازاں کئی صدورت میں شائع کر دیا گیا تھا۔ جس میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے عقائد کا مختلف فتوؤں کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا۔

اس کے بعد عدالت نے یہ ضروری سمجھا کہ ان حالات کا بھی جائزہ لیا جائے جن کے تحت قادیانیوں کے خلاف ملک گیر ایکشن شروع ہے۔ اور اس کے علاوہ مسلمانوں میں یہ مکتب فکر کے علماء کی کافر میں تصفیہ طور پر فیصلہ کیا گیا۔ کہ قادیانی مسلمانوں کے قریب کسی بھی اسلامی فرقہ کے پیروکار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مکمل طور پر ایک غیر اسلامی عقیدہ کے حامل ہیں۔ میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے اعلان کے مطابق بات سانی یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

### پاکستان کے سپریم کورٹ

مدعا علیہ کے وکیل نے ایک اور جواز پیش کیا۔ کہ کم از کم قادیانی قرآن پر اعتقاد کرنے میں لگنا انہیں اہل کتاب کے زمرے میں شامل کر لیا جائے۔ یا انہیں پاکستان کے پیروکار ہی کہہ لیا جائے۔ لہذا ایک مسلمان اور ایک اہل کتاب کی شادی عین قانون اسلامی کے تحت ہے۔ اس لئے کہ قانون ختم نہیں ہوتا۔ فاسد جرحات ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ قادیانی قادیانی تھے۔ اور حق مہر کی رقم واجب الادا تھی متعلقہ عدالت نے یہ فیصلہ بھی دیا۔ کہ مندرجہ بالا قوانین اسلامی کے تحت مدعا علیہ کے وکیل کو جو حرج اختلاف نہیں۔ لیکن ان کے مطابق قادیانیوں کو اہل کتاب بھی نہیں کہا جاسکتا۔

دونوں پارٹیوں کے وکیل اس امر متفق ہیں۔ کہ اہل کتاب کے لئے کوئی خاص نئی نیاں نہیں ہیں۔

مدعا علیہ کے وکیل کی دلیل یہ ہے۔ کہ قادیانی اہل کتاب ہیں۔ اور وہ قرآن کریم پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایک بار اس امر کا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ اہل کتاب ہیں۔ لہذا اس امر کی کو



سمانت نہیں۔ کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ اور کی قانون کی بد سے انہیں غیر مسلم نہیں کہا جاسکتا۔ یہ دلیل مجھے پسند نہیں آئی۔

### قادیانی اور عیسائی

فاضل حج نے اپنے فیصلہ میں کہا ہے۔ کہ قادیانیوں کو اس لئے دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا گیا۔ کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کے خلاف ہے۔ بلکہ اس کے الرغم یہ کہ انہوں نے قرآن پاک کی آیتوں کے معانی کو اپنے مطلب کے مطابق توڑ مروڑ لیا۔ جس کی بنا پر انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔

قادیانی اس امر پر اعتبار نہیں کرتے۔ کہ قرآن پاک ۱۳۰۰ برس پہلے سے قائم ہے۔ وہ اس امر پر بھی اعتماد نہیں رکھتے۔ کہ اسے پیغمبر اسلام نے پیش کیا۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اسے سرزا غلام احمد نے پیش کیا تھا۔ یہ درست ہے۔ کہ عیسائیوں نے اپنی روحانی کتاب انجیل میں غیر متعلقہ تبدیلیاں کیں۔ اس کے باوجود بھی وہ اہل کتاب تصور کئے جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کو خدا کا ہی مانتے ہیں۔ پس اس لئے۔ کہ ان کے پیروکار بھی اہل کتاب تصور کئے جاتے تھے۔ حالانکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف انہوں نے کتاب میں ابتدائی تبدیلیاں کر دی تھیں۔ تاہم عدالت کے مطابق قادیانیوں کا قیسم قطعی طور پر مختلف ہے۔ کیونکہ مسلمان مرزا غلام احمد کو قطعی طور پر پیغمبر تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ بلکہ اسے پیغمبر کی جھوٹا دعویٰ دار سمجھتے ہیں

### قرین قیاس نہیں

اس قسم کے جھوٹے وعدہ بیدار پیغمبروں کے پیروکاروں کو اہل کتاب سمجھنے کی بجائے کسی شخص بھی کسی طرح قرین قیاس نہیں ہو سکتی۔ جبکہ وہ قرآن پر اس طرح اعتماد نہیں رکھتے۔ جس طرح دوسرے مسلمان رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کے اپنے ارشاد کے مطابق یہ پاک کتاب ان کے لئے حتمی راہ ہے۔ جو پیغمبران اسلام پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور پیغمبران اسلام پر اعتماد کا یا واضح مستند موجود ہے۔

والذین یؤمنون بما انزل الہک وما انزل من قبلہ متفقہ حالت کے مطابق یہ بات ان کے لئے کسی طرح اطمینان بخش نہیں ہو سکتی۔ جو قرآن کریم پر اعتماد رکھتے ہیں۔ قادیانیوں کو اپنے مرزا صاحب کے احکاموں کے تحت تسلیم

کرتے ہیں۔ فاضل حج نے اس امر کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا کہ قادیانی کسی طرح بھی اہل کتاب کہلائے نہیں جاسکتے۔ لہذا اور حواسیت کنندہ شادی کے وقت غیر مسلمہ تھی۔ یہ شادی قطعی طور پر غیر مسلم تھی۔ لہذا حق حرم کی رقم ادائیگی کے قابل نہیں ہے

قادیانیوں کی لاہوری پارٹی مرزا صاحب کو پیغمبر تسلیم نہیں کرتی۔ بلکہ انہیں صرف ”محمد“ کہتی ہے۔ اس مقدمہ میں ماخوذ مسائل بڑے دور رس اور بڑے نتائج کے حامل ہیں۔ اور انکا یہ روز وقوع پدید ہونا بھی ضروری ہے۔ لاہور ہائیکورٹ باکشی بھی دوسرے جج کی عدالت نے اس مسئلہ کو فیصلہ نہیں دیا۔

### بہلا الہام

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی رپورٹ جو میان عطا اللہ ایٹھ کیٹ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ یہ بتاتی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد۔ گورو اسچودھری قادیان نامی ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ انہوں نے عسکری اور فارسی کی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ انہوں نے کسی قسم کی مغربی تعلیم حاصل نہیں کی۔ ۱۸۶۴ء میں وہ ڈسٹرکٹ کورٹ میں کلرک کے طور پر ملازم ہو گئے۔ جہاں انہوں نے ستر سال تک ملازمت کے فرائض سرانجام دیئے ۱۸۸۵ء میں انہیں انڈین لائبریری کی طرف سے ایام ہوا۔ جس کے تحت انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مشن پر بھیجا ہے وہ سرے فطرت میں انہوں نے اپنے ماموں میں ملکہ بچنے کا اعلان کر دیا

### مرزا جی اٹھے

۱۸۸۸ء میں دوبارہ ایک الہام کے تحت انہوں نے اپنے پیروکاروں سے ”خارج بیت“ وصول کرنا شروع کر دیا۔

۱۸۹۰ء کے قریب دونوں میں ایک اور الہام ہوا کہ عیسیٰ ابن مریم (خدا ان ہم سے رہا تو صلیب دیئے گئے۔ اور نہ ہی انہیں آسمان پر اٹھایا گیا۔ بلکہ انہیں صلیب پر سے زخمی حالت میں ان کے مریدوں نے اتار لیا تھا۔ جہاں سے زخموں سے نجات کے بعد وہ کشمیر کے فہاگ گئے جہاں وہ قدرتی موت مرے۔ اس کے علاوہ یہ عقیدہ درست ہیں کہ آخری ایام میں ان کا دوبارہ جی اٹھنا درست نہیں کہ آخری ایام میں ان کا دوبارہ جی اٹھنے کا ارشاد وہ ایک اور آدمی کا پیغمبر اسلام کی شکل میں جی اٹھنے کی طرف تھا۔ یہ

دعویٰ مرزا صاحب کی شکل میں جی اٹھنے سے پورا ہو گیا ہے۔ دعویٰ الیا ہو گیا۔ اور مسیح پیدا ہو گیا۔ اس عقیدہ کو پیش پیش سے مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ کچھ نگہ یہ ان کے عقائد کے خلاف تھا کہ ابن مریم جنت سے انسانی جسم میں دوبارہ جی اٹھے۔ اور مسلمان حکما نے اس نظریہ کا شدید مخالفت شروع کر دی

### ایک اور دعویٰ

اس عرصہ میں مرزا صاحب نے مہدیؑ کی طرف سے ہونے کا اعلان کر دیا۔ وہ مہدی نہیں۔ جو قتل و غارت گری سے اپنی حقیقت منوںے کا بلکہ وہ مہدی جو دلائل کی رو سے اپنے مخالفین کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

۱۹۰۰ میں انہوں نے ایک اور الہامی پیغام کے ذریعہ یہ اعلان کیا۔ کہ جہاد بالیغ اور جہاد کا سوائے اس کے اور کچھ مطلب نہیں ہے۔ کہ اپنے مخالفوں کو دلائل سے دبا دیا جائے۔

۱۹۰۱ میں مرزا غلام احمد نے اپنے ظلمی بیانی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور ایک اشتہار میں جس کے عنوان میں ختم نبوت کے مسئلہ کی اس طرح۔ تشریح کی۔ کہ پیغمبر اسلام کی رحلت کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور نہ ہی کوئی نئی شریعت پیش کیا جائیگی۔ لیکن ایک نئے پیغمبر کی بغیر کسی شریعت کے آئندہ مسند جہاد و ختم نبوت کی تشریح و تحریف کے سہی نہیں ہے

سیالکوٹ میں نومبر ۱۹۰۰ میں ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو ”مسیح کرشن ما کے لقب سے یاد کیا۔“

### مسلمانوں کے کارڈ سے باہر

جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۹۰۴ء میں رکھی گئی تھی مرزا صاحب کی اپنی ذاتی درخواست پر ہائے سرکاری رجسٹرڈ مسلمانوں کے فرقہ سے باہر نظر کیا گیا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا عقائد اور اصولوں کی وجہ سے احمدیوں اور مسلمانوں میں اختلافات پڑھتے چلے گئے

### مسلمانوں میں پتاری

فاضل حج نے آگے چل کر لکھا ہے۔ مرزا غلام احمد کی طرف سے اپنے پیغمبر ہونے کے اعلان سے مسلمانوں میں شدید مخالفت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اور مسلمانوں کے مطابق ان کے اس اعلان سے انہیں اسلام سے باہر نکال



ذیہ ایک عام اسلامی عقیدہ کی رو سے ہی نوح  
انسان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک پاک  
نہ تم پیغمبر دنیا میں بھیجے رسول خدا کو ان پیغمبروں  
میں آخری نبی مانا گیا ہے۔ ادا اس کا نبوت قرآن  
کرم ادا یا نبل میں بھی موجود ہے۔

رسول خدا کے بعد پیغمبروں کی آمد ختم ہونے  
کے مسئلہ کو قرآن پاک کے سورہ ۲۳ آیت ۱۰۱ میں  
اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

”محمد ہم ہیں سے کسی انسان کے باپ نہیں کرنا“

لیکن دو وہ ہے، اقرار وجود خداوندی ہے  
اور وہ ختم النبیین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر  
شے کا علم رکھنے والا ہے سورہ ۲۰ آیت ۸۱۔

اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی حکومت مضبوطی  
سے تمام کیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ میں تمہیں ایک

کتاب اور صلیک دیتا ہوں۔ اس کے بعد اقرار  
وجود خداوندی و ولایت کی۔ تاکہ یہ توفیق کی جائے

کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تم اس پر اعتبار  
کرتے اس کی ادا کرد گے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا

ہے۔ کیا تمہیں اقرار ہے۔ اور میرے اس فرمان  
کو اپنے اوپر ضروری تصور کرو۔ انہوں نے جواب

دیا۔ ہمیں منظور ہے۔ تب اس نے کہا کہ شہادتیں  
حاصل کرو۔ اور ان شہادتوں میں جلی خود موجود

ہوں گا۔ فاضل جج نے مختلف شہادتوں اور قرآن  
پاک کی آیتوں سے یہ ثابت کیا کہ پیغمبر اسلام حضرت

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے

### آخری نبی

ناقل نبی نے آگے چل کر اپنے فیصلہ

میں لکھا ہے۔ کہ ان آیتوں سے یہ امر مترشح  
کرنا مقصود ہے۔ کہ ہمارے رسول صلعم کے

بعد آئندہ ایسے اشخاص بھی پیدا ہوں گے  
جو خود کو نبی یا پیغمبر کہیں گے۔ اور جن کا اعلیٰ

رہنہ انہیں اس کا اہل ثابت کرے گا۔

اس امر سے انکار نہیں۔ کہ مرزا غلام احمد  
اپنے بے بنی کا لفظ استعمال کرتے رہے

یہ بھی غلط ہے۔ کہ انہوں نے یہ لفظ خاص  
مقصد کے تحت استعمال کیا حالانکہ حقیقی طور

پر وہ نبی نہیں تھے۔

ایک شخص کے مطابق جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست  
پیغام حاصل کرتا ہے۔ اور جس کا دعوئے نبوت شرعی

نہیں ہے۔ بلکہ ظاہری ہے۔ اور جس کی نبوت وہ ظاہری  
نبوت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے مطابق ایسا

شخص جو نبی نبوت کا دعوئے کرے۔ ایک شریعت  
کی بنیاد رکھے گا جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خود بخود

جی اسلامی اصولوں سے انحراف کرتا ہے۔ احمدیہ  
فرقہ کے سربراہ مرزا غلام احمد کی سینکڑوں تحریرات

اور احمدیوں کے دوسرے مقتدر اہل الرائے  
کے بیانات کے مطابق مرزا صاحب اس امر کا

دعوئے کرتے ہیں کہ انہیں الہام ہوتے رہے  
ہیں۔ یا انہوں نے اپنے لئے ولی کا لقب اختیار

کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اپنے پیغمبروں  
کے لئے منتخب کیا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔

کہ آیا مرزا صاحب کو کبھی وحی ہوئی بھی ہے جیسا  
کہ وہ وحی النبوت میں بار بار اعلان کر چکے ہیں۔

ماضی میں ہمیشہ یہ اصول رہا ہے کہ جب  
کوئی نبی پیدا ہوا ہے۔ انہیں لوگوں کی فلاح

پر یہ مامور کیا گیا۔ جن کے درمیان وہ پیدا ہوا  
بہمات سے پیغمبروں نے تمام بنی نوح انسان لئے

اپیل کی تھی کہ وہ ان کے دعوئے کو پرکھیں  
اور اس پر اعتماد کریں۔

مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو پیش کر  
کے عوام کو ہدایت کرنی شروع کر دی کہ مجھے

قبول کرو۔ مسلمانوں نے اسے ایک اور فیصلہ  
کے ”اب تصور کیا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پہلی

پہلی تحریروں میں یہ تسلیم کیا تھا کہ مسلمان  
کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول

پر ایمان لایا جائے۔ اپنی کتاب ”امام صلعم میں  
نور احمدیہ کے باقی نے خود لکھا ہے کہ اہل سنت

کے بنیادی اصولوں پر ایمان رکھنا جس پر کج اجماع  
امت ہے۔ اسلام کہلاتا ہے۔ اور ہر مسلمان کا

فرض ہے۔ کہ اس پر ایمان رکھے۔ ایک اور کتاب  
انجام آختم میں اس نے لکھا ہے کہ جو شخص

ایک ایچ بھر بھی شریعت سے ادھر ادھر  
ہوتا ہے۔ اور ان بنیادی اصولوں کو ماننے

سے انکار کرتا ہے جن پر اجماع امت ہے۔  
خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام دوسرے

انسانوں سے لعنت کو دعوت دیتا ہے۔  
اور یہی اس کا راسخ عقیدہ تھا۔ اس نے اپنی

کتاب ”زالہ اولام“ کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے  
کہ تواتر غلط نہیں ہو سکتا۔

### نبوت مرزا کی نوعیت

بالآخر مرزا غلام احمد نے خود نبوت کا  
دعوئی کر دیا۔ اور اس کی نبوت کی نوعیت

اس کے اپنے بیانات، تحریرات، اور  
استہدات کے مطابق حسب ذیل تھی:-

”حقیقتہ الوحی“ میں اس نے اپنے ایک الہام  
کی رو سے محمدؐ اور رسولؐ پر ہونے کا

دعوئی کیا۔  
”اب اور کہ خدا نے اس سے کہا کہ اس کے

مستحق قرآن میں پیش گوئی کی گئی ہیں اور  
آیت ہوا الذی ارسلنا رسولنا بالہدی  
اس کے متعلق ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۷۱)  
”اب برہان احمدیہ“ کے ضمیمہ میں صفحہ ۱۳۶ پر  
اس نے اعلان کیا کہ لفظ نبی کے معنی  
صرف وہ شخص ہے جس پر وحی نازل ہو۔  
اور جس سے کلام کرے اور مخاطب ہو۔  
یہ ضروری نہیں کہ وہ شریعت بھی لائے  
اور نہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی  
صاحب شریعت رسول کا پیرو ہو۔ اور کہ یہ  
معنی بات ہے۔ کہ ہر شخص کو نیابت تک دھج  
نبوت سے محروم کر دیا جائے۔ اور کہ جو سب  
اس کی تلقین کرتا ہے۔ وہ قابل مذمت ہے  
اور وہ شخص جو ایسی چیز کا دعوئے کرتا ہے  
قابل مذمت ہے۔ اور وہ شخص جو ایسی چیز کا  
دعوئے کرتا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا  
ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ سے پیغام وصول کرتا ہے  
بلکہ یہ کہ وہ شیطان کا پیغام بر ہے۔ یہ قرآن  
پاک اور اسلام کی کھلی توہین ہے۔  
”اب دافع البیہ“ کے صفحہ ۱۱ پر اس نے لکھا  
ہے کہ وہ سچا خدا ہے جس نے تادیب میں ایک  
رسول بھیجا۔  
”دھ“ حقیقتہ الوحی“ کے صفحات ۱۴۱ اور ۱۴۲  
پر اس نے لکھا ہے۔ کہ پہلے وہ اس بات پر یقین  
رکھتا تھا کہ اس کا اور تیسرے مسیح کا کوئی مقابلہ  
نہیں۔ جو پیغمبر ہے۔ اس کے بعد اس پر وحی کی  
بارش ہونے لگی۔ تو اسے اپنا عقیدہ ترک  
کرنا پڑا۔ اور خدا اس سے اس کی پیغمبری  
جلیفت ہی سے خطاب کرتا ہے۔ اور کہ اس  
نے اسے واضح طور پر پیغمبر مقرر کر دیا ہے۔  
”اب وہ اپنے آپ کو ایک ہی احمد کہتا ہے اور  
دعوئے کرتا ہے کہ اس کو یہ درجہ قرآن نے دیا  
ہے جیسا کہ اس نے ”زالہ اولام“ پہلے اعلان  
کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مسیح  
موجود کہتا ہے۔ ”زالہ اولام صفحہ ۶۶۵“  
اور کثیر التعداد انبیاء علیہم السلام سے اپنے  
آپ کو افضل تصور کرتا ہے۔ اور معیار الامار  
کے صفحہ ۱۱ پر وہ تمام سوالوں سے طبعی مرتسم  
رکھنے کا دعوئے کرتا ہے۔ ”دھ خطبہ النہامیہ“  
صفحہ ۱۹ اور ۳۵ پر وہ یسوع ہندی برائے مسلمان  
اور کشن جہاراج برائے ہنود ہونے کا دعوئی کرتا ہے۔  
(دیکھیں بیانات نبوت صفحہ ۳۵)



یہ تو براہیم ہیں۔ میں میں میری بے شمار  
یہ وہ مرتبہ ہے جس کا یہ دعویٰ ہے۔ اہل ثانیاً  
وہ ان تمام کو کافر کو دانتا ہے۔ خواص کے اس

مرتبے کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے بیہوش  
کی حمایت میں مسلمانوں کے عقیدے سے  
فائدہ اٹھانا چاہا کہ حضرت عیسیٰ مصلوب  
نہیں ہوئے بلکہ جو تھے آسمان پر زندہ ہیں جہاں  
سے وہ قیامت کے دن زمین پر نازل ہوں  
گے اور ان کا ظہور قیامت کی نشانیوں میں سے  
ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد نے اپنے آپ  
کو حضرت عیسیٰ کا مرتبہ دیا۔ اور مسیح موعود  
ہونے کا دعوے کیا۔ یہ سلسلہ الہامات  
کی دوسری منزل تھی۔

مسلمانوں کا ایک اور عقیدہ ہے کہ امام  
جہدی قیامت سے پہلے آئیں گے۔ اس نے  
رمز (اعلام احمد) جہدی موعودہ ہونے کا دعوے  
بھی کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ گذشتہ چودہ سو  
سال میں جس نے مسیحہ کذاب کی طرح بدعت  
کا دعوے کیا مسلمانوں نے اسے بدعت و فسق  
نہیں کیا۔ اس نے اس نے ہریان برطانوی  
حکومت کی پناہ لی۔ انجیل حجاب نے جو  
کورٹ آف انکوائری کے ارکان تھے ضابطہ  
ذیل الفاظ قائم کئے:

”ایسی زراعت برطانیہ کے مفید مطلب تھی جو چاہتا تھا کہ جن لوگوں پر وہ حکمت کرتا ہے وہ اس سے نیک نہ ہیں اختلافات میں چھبے رہے ہیں جہاں تک کہ قانون و امن خطرے میں پڑ جائے۔ اگر لوگ صرف ایک دوسرے کے بہشت میں جانے کے حق بن یا ایک دوسرے کو دوزخ بھیجنے کے معاملے میں لڑتے ہیں اور وہ نہ ایک دوسرے کا میر توڑیں نہ اپنے لئے دنیا کی کوئی چیز مانگیں تو برطانیہ ان جھگڑوں میں بالکل غیر جانبدار بلکہ مطمئن رہتا تھا۔ لیکن جو یہی کیلی ٹیمپٹول تک پہنچتا تھا تو برطانیہ بگڑ جاتا تھا۔“

مرزا غلام احمد صاحب کو برطانوی راج کی اس صفت کا پورا پورا اعتراض تھا جو نہ صرف ایسے اختلافات کو رواست کر دیتا تھا بلکہ ان کی جوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اور بالی تحریک احمدیہ کے خلاف غیر احمدیوں کی بڑی سنگت برطانیہ کی جیالہوسی تھی۔

قادیانی فرقے کا بانی چنانچہ تھا کہ مسلمانوں  
نے مسلمہ کذاب اور دوسرے مرغان نبوت  
کے ساتھ کیا سلوک کیا حینا۔ اس لئے اس

آؤار خلافت کے صفحہ ۲۵ پر احمدیوں کے موجودہ سربراہ نے کہا ہے کہ اگر اس کی گردن کے دونوں طرف تلواریں رکھ دی جائیں اور اس سے پوچھا جائے کہ پیغمبر اسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو وہ (مرزا البشر الدین محمد) اس بات پر زور دے گا کہ یہ سوال پوچھنے والا احمدی ہے۔ پیغمبر اسلام کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور وہ یقیناً آئیں گے۔ اس طریق پر مرزا غلام احمد نے نئے نبیوں کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اور قادیانوں نے مرزا غلام احمد کو سچا نبی تسلیم کر لیا۔ اس نقطہ کے متعلق مندرجہ ذیل مثالیں درج ہیں۔

اولے تہمت کے حوالے

۱۔ مرزا غلام احمد نے ۵ اربا راج سندھ کو بارہ میں لکھا کہ وہ خدائی احکام کے تحت ایک نبی ہے۔  
 (۲) مرزا بشیر الدین محمود نے حقیقت النبوة کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صحیح معنوں میں شریعت کے مطابق نبی تھے۔ وہ مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی تھے۔ اس اعلان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص اس روحی نبوت کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کرے وہ کافر ٹھہرتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ تمام قادیانی ان مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو سچا نبی نہیں مانتے کافر کہتے ہیں۔

اس نقطہ کے متعلق مندرجہ ذیل مشاہدات ہیں :-

۱۰) تمام مسلمان صحفوں نے مرزا غلام احمد کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے اس کا نام بھی نہ سنا ہو سب کافر ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔  
دائیمہ صداقت از مرزا بشیر الدین محمود (صفحہ ۳۴)  
۱۱) ہر شخص جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اعتقاد رکھتا ہے لیکن حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں رکھتا یا حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتا یا پیغمبر اسلام پر ایمان رکھتا ہے لیکن مرزا غلام احمد پر یقین نہیں رکھتا پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (ریو لو آف ویلیجر صفحہ ۱۱)

۳۱ مرزا ابشر الدین محمود نے گورہ واسپور کے ایک  
سب حج کی عدالت میں جیسا کہ الفضل مورخہ ۳۶  
۲۹ جون ۱۲۲۰ء میں چھپا تھا۔ مندرجہ ذیل بیان  
دیا۔ "ہم مرزا غلام احمد پر ایمان رکھتے ہیں  
جسکے دو بیٹے فیض احمدی نہیں رکھتے قرآن کریم  
کی تعلیم کے مطابق مرتد ہو کسی نبی کو بھی ماننے  
سے انکار کرتا ہے کفر کرتا ہے اور غیر احمدی  
تمام کافر ہیں۔"

وہ ان استعار کا مصنف ہے۔  
میں نے نہاں و منہم کہہ دیا۔ منہم محمد و احمد کہ محبتی باشند  
ہیں کہیں ہو سکیں کہ کہیں علی کہیں حبیب ہوں

اس نے حضرت حسین علیہ السلام سے بڑے بڑے لادعوے کیا۔ "ذو النبی" اور صفحہ ۱۱۳ اور کہا کہ امام حسینؑ کو اس کے دشمنوں نے شہید کر دیا تھا۔ لیکن میں محبت خدا کا شہید ہوں۔ اس نے حضرت حسینؑ علیہ السلام کے خاندان کے متعلق کہا کہ اس کی نین، دادیاں اور نائیاں زانیہ عقیق اور کہ وہ دروغ بایاں کرتے تھے۔ اور وہ سمرزم اور جہل سازی سے کام لیتے تھے۔

(ج) اس نے اپنی پیغمبری کا دعویٰ غیر مبہم الفاظ  
 میں یہ کہہ کر کیا۔ وہ ایک پیغمبر ہے اور اس  
 امت میں اپنی کالِ صرفت اس کے لئے مخصوص  
 کیا گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰)

وہ وحی کے بغیر لاتا نہیں مگر اربعین قبلہ  
اور کہ خدا نے اس سے کہا ہے کہ وہ بلاشبہ ایک  
رسول ہے۔ (حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۰۷)  
خدا نے اسے وہ عزت بخشی ہے کہ کسی انسان  
کو نہیں دی۔ (حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۱۲)  
خدا نے اسے کوثر عطا کیا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ۵۳۵)  
 اس نے دعویٰ کیا کہ اس کا درجہ قناد مطلق کا  
 ہے۔ اور وہ اصلی خدا ہے۔ وہ واضح طور پر کہتا ہے  
 کہ وہ خدا ہے جس نے زمین و آسمان بنائے۔  
 (آئینہ کمالات صفحہ ۵۸۵، ۵۸۶)

اعلان کرتا ہے۔ کہ جو شخص اس پر ایمان نہیں لانا وہ کافر ہے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۳) اس کے پیروؤں کو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا منوع ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ ۴) کہ خدا نے اسے ایسا بیٹا کہہ کر دیکھا ہے (البشری ص ۴۹) کہ خدا نے اسے کہا ہے کہ اگر وہ مرنا غلام احمد کو پیدا نہ کرنا تو اس نے فائزات ہی پیدا نہ کی ہوتی (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۹)

مرزا غلام احمد کے ان دعاوی کی بابت تمام فرقوں کے علماء ۱۹۲۵ء میں ایک فتویٰ حاصل کیا گیا تھا۔

(۸) مرزا غلام احمد کے مندرجہ بالا دعاوی پر کہ وہ بنی ہے اس کا موجودہ جانشین مرزا بشیر الدین محمود متواتر زور دیتا رہا ہے۔ "صحیفۃ النبوت" کے صفحہ ۲۲ پر اس نے لکھا ہے۔ "یہ بات اظہار من الشمس ہے کہ بنی کریم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔" انوار خلافت میں اس نے لکھا ہے کہ مسلمانوں نے غلطی سے خدا کے خزانوں کو ختم سمجھ لیا ہے۔ اور وہ خدا کے قادر مطلق ہونے کے قائل نہیں۔ ایک بنی کی تو بات بھی کیا میں کہتا ہوں کہ ہزاروں بنی ظاہر ہوں گے۔"



فرقہ کو قیام نبوت کے لئے انگریزی حکومت کی پناہ کی ہے۔ حد ضرورت تھی۔ مرزا غلام کے مندرجہ ذیل سوالات دیکھئے۔  
۱۔ موقوفات احمدیہ ص ۲۶۷ اول میں مرزا صاحب نے لکھا۔  
”برطانوی حکومت کے پاس ہم پر ہر پناہ

کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ اگر ہم اس جگہ کو چھوڑ دیں تو ہم نہ کے میں گزر سکتے ہیں نہ قسطنطنیہ میں ہم بظاہر حکومت کے خلاف کیسے ہو سکتے ہیں؟

۲۔ رسالہ تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۹۹ میں مرزا غلام نے لکھا ہے۔

”میں اپنا کام مکہ یا مدینہ میں جاری رکھ سکتا ہوں نہ دومانہ ایران میں نہ کابل میں۔ میں ہندوستان میں انگریزی راج کی خیر مانگتا ہوں۔“

۳۔ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۲۳ پر مرزا غلام احمد نے بیان کیا ہے کہ۔

”اگر تادیبوں کو برطانیہ کی کرم فرمائی سے باہر جانے پڑے تو انہیں جائے پناہ کہاں ملے گی؟

اپنی وجہ کی بنا پر آؤنٹل جمان نے اپنی رپورٹ کے صفحہ ۱۹۶ پر پاکستان کے متعلق تادیبوں کو طرز عمل کا تحریرہ بدین الفاظ کیا ہے :-

”۱۹۱۸ء میں پہلی جنگ عظیم کے دوران میں جب بعد ازاں انگریزوں کے ماتھے آ یا اور ترکیہ کو شکست ہوئی تو تادیبوں میں جوشن بنایا گیا جس پر مسلمانوں نے اظہار ناراضگی کیا۔ نہ اور وہ تادیبوں کو انگریزوں کا پتھو سمجھتے تھے۔“

جب مسلمانوں کے لئے ایک وطن تقسیم ملک کے ذریعے حاصل کرنے کے امکانات افق نظر ہوتے تھے۔ تو تادیبوں نے آنے والے واقعات سے متاثر ہونا شروع کر دیا ان کی ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۸ء کی تحریروں سے انکشاف ہوا کہ وہ برطانیہ کے جانشین بننے کی توقع رکھتے تھے۔ لیکن پاکستان کی دھندلی تصویر واضح ہو کر حقیقت بنتی نظر آئی تو تادیبوں نے اپنے آپ کو مشکل میں پایا۔ وہ نئی ریاست میں نپٹ نہیں سکتے۔

خداوند کریم ان لوگوں سے غم کو دہانے کے لئے نہیں کہتا جو تم سے تمہارے مذہبی امور کی مخالفت میں کوئی تنازع نہیں کرتے۔ اور نہ ہی تم کو تمہارے مکانات سے بے دخل کرتے ہیں۔ جب کہ تم ان سے ہربانیاں کرتے ہو۔ اور ان سے انصاف کے ساتھ پیش آتے ہو۔ کیونکہ خداوند کریم ہر اس شخص کے ساتھ سادی سلوک کرتا ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کو فی سبیل اللہ جہاد کرنے دو جو اپنی دینی زندگی کو دینی اور اس فانی زندگی کے بعد ہم ان کی زندگی کے لئے قربان کر دیتے ہیں خواہ

وہ لوگ سہید ہو جائیں یا وہ فسخ حاصل کریں۔ ہم (خدا) ان کو اجر عظیم عطا کریں گے۔

(۵۱) اور کیوں نہ تم لوگ خدا کی راہ میں جہاد کرو یا ان کے لئے جہاد کرو جو کمزور ہیں۔ جو مظلوم ہیں اور جن کے ساتھ عمدہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ کوئی مرد یا عورت یا بچہ جس کی دیکار نقطہ یہ ہے ”اے خدا

ہمیں اس زمین (شہر) سے بچاؤ دلو احماسی ظالم۔ بچنے میں۔ اور ہمارے لئے ان لوگوں کو کھڑا کر دے جو ہماری مدد کر سکیں اور ہمارے بچاؤ کا سامان پیدا کر سکیں۔“ (سورہ ۹ آیت ۱۷)

لیکن جب استہرا لہرام گزر جائیں تو جہاد کرو اور جہاں کہیں بھی تم ان کو یا تو قتل کرو۔

ان کا محاصرہ کرو اور اگر اپنے لئے پریشان ہوں اور باقاعدہ عبادت خداوندی کریں اور باقاعدہ

خیرات ادا کریں (زکوٰۃ و صدقہ) تو تم بھی ان کے لئے راہیں کھول دو کیونکہ خداوند کریم بھی اکثر معاف کر دیا کرتا ہے کیونکہ وہ بہت رحیم و کریم ہے۔ (سورہ ۵ آیت ۵۱) لہذا

غیر متعقدین کی بات سنو ضرور۔ مگر قرآن مجید کی روشنی میں حتی الوسع ان کی مخالفت کرو۔ جہاں تک جہاد کے روحانی اصول کا تعلق ہے احمدی نقطہ نظر یہ ہے کہ جس چیز کو جہاد بالسیف کہتے

ہیں۔ وہ صرف ذاتی مراعات میں جائز ہے اور مرزا غلام احمد نے صرف انہی بنیادوں پر اس اصول جہاد پر اپنے نظریہ کا اظہار کیا ہے

دوسری پارٹی احمدی کا خیال ہے کہ وہ الفاظ جن میں مرزا صاحب نے نظریہ جہاد پر

اظہار رائے کیا ہے اس سے واضح ہے کہ وہ اصول قرآن کی تشریح نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ قرآن کے ایک تخیفی اصول کو پیش کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل

وضاحتوں پر اس امر کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ”میں ایک حکم کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں یہ کہ اب تلوار سے جہاد کا خاتمہ ہے اب جہاد

دین کے لئے حرام ہے۔“

”دین کی تمام جگہوں کا اب اختتام ہے۔“

”مسیح کے آنے کا یہ نشان ہے کہ وہ دین کی ختم کر دے گا۔“

”میں جہاد کی مخالفت کے بارے میں موصوفہ تقریریں کریں۔“

”میں نے جہاد کے خلاف صد ہا کتب تحریر کر رکھے اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔“

”مسیح موعود کے دقت جہاد کے حکم کو منسوخ کر دیا۔“

”اب زمین کا فساد بند کیا گیا۔“

”اب جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام

رکھ کر جو یقین کو قتل کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔“

”میرے فرقہ میں جس کا خدا نے مجھے امام اور پیر مقرر فرمایا ہے۔ تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ یہ فرقہ اس بات کو قطعاً حرام جانتا ہے کہ اس دنیا کے لئے دنیا کی جائیں۔“

”اسلام میں جو جہاد کام نہ ہے میری نگاہیں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی مسلمان مجھے مسیح اور جہادی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا لگا

کرنا ہے۔ مرزا صاحب کی تحریروں یا ان کے جانشینوں یا پیروؤں میں مذکورہ بالا تھا اور موجود ہیں۔ ”میری دلی

میں امر بھی ہے اور اپنی بھی۔“

یہ چیز اربعین تک صحت میں موجود ہے اس بات کو سختی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ سب قرآن کریم۔ کلمہ بنیادی قوانین کے تحت

ہے اس بات کے جواب میں درخواست کنندہ کی طرف سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ الفاظ اور وضاحت جو استحضار

کی گئی ہے۔ اس میں کوئی اعتراض موجود نہیں ہے۔ بلکہ کلیتہً قرآنی اصولوں کا مضمر اظہار ہے

اور جسے مدعوں سے غلط سمجھا جاتا رہا ہے اور احمدی مرزا غلام احمد کی تفسیر سے متعلق صرف

یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ بھی کہا وہ غلط بیانیوں کو اصل سے علیحدہ کرنے کے لئے کہا تھا۔

اس سلسلے میں احمدی پارٹی کی طرف سے حوالہ جات بھی پیش کئے گئے تھے۔ جس میں اس امر کی خاص

وضاحت کی گئی تھی کہ مرزا غلام احمد تادیبوں نے جہاد کے متعلق جو کچھ بھی کہا یا سہر قلم کیا وہ صرف

جنگ کے مسئلہ کی تھی۔ نہ کہ کسی مذہبی قانون کے ختم کی صورت تھی۔

یہ نقطہ اہمیت کے ساتھ قابل غور ہے کیونکہ اگر ان سے یہ خیال کیا جائے کہ مرزا تادیبوں کے

میں نظریات صرف پیش کرنے کی غرض سے تھے اور اب بھی پیش کئے جا رہے ہیں تو اس سے ان

کے پیروؤں کا یہ عقیدہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اور خود تادیبوں کے بنیادی اصول علیہ وسلم کے عقیدہ کی

تردید ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد اس کا زیادہ تر نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ اصولوں کی تفسیر کی بنیاد وحی یا

الہام پر ہے۔

غیر احمدی پارٹی کی طرف سے مزید ایک قدم آگے یہ دلیل چلی جاتی ہے جب کہ یہ دلیل پیش کی جاتی

ہے کہ ان کی تحریروں میں جو چیز بھی ہے وہ صرف اصل اصول کی تشریح ہے اور مرزا صاحب کی حیثیت

بھی بھی اس اصول کے تحت صرف ایک تشریحی جی ہے کہ لفظ مشرہ قوانین جہاد کے بخود اصل قانون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کہ مضمر خود اپنے مستحق



دعویٰ کرے کہ اسے نفس میں مدخلت کے حقوق حاصل ہیں۔  
ناسخ و منسوخ کے نظریہ کی تردید سورہ ہزیمت ۱۰۶  
اسے قطعاً تردید کی جانی ہے۔ لہذا مسلمانوں کے خیال کے مطابق قادیانی کا خدا گردانے جاتے ہیں۔ اور دائر اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے اس انکار پر کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرا زمان تھے۔ اور مذہب کو مفتی اور شیعہ طائفی کہنا جبکہ پیرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی آخر ہونے کا اعلان رکھتے ہیں۔  
۲۔ مرزا غلام احمد تشریح نبوت کا دعوئے

۳۔ یہ دعوئے کہ حضرت جبریل علیہ السلام مرزا صاحب کے پاس وحی لے کر آئے تھے اور وحی قرآن کریم کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ مختلف طریقوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ کی توہین۔ ۵۔ رسول کریم اور ان کے مذہب سے متعلق توہین آمیز فقرات۔ ۶۔ قادیانیوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہنا۔  
۷۔ کفار کے فسادات کے دوران میں اور تحفظ اسلام کی حقیقت سے قبل قادیانیوں نے اپنی اصلیت کی طرف رجوع کیا اور تحقیقاتی عدالت کے سامنے اپنے بانی کے اقوال سے انحراف کیا اور جن میں بھی کچھ تبدیلی کرنے کی سعی کی۔ مذکورہ بالا بحث دیکھیں گے۔  
مذہب ذیل نتائج پر لاتی ہے جو میں درج رجسٹر کر رہا ہوں :-

۱۔ مسلمان اس بات پر قطعاً متفق ہیں کہ نبی اسلام خدا کے آخری نبی تھے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲۔ مسلمان اس بات پر قطعاً متفق ہیں کہ کوئی بھی شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبی پر اعتقاد رکھتا ہے وہ نہ مانا نہیں ہے۔  
۳۔ مسلمان اس بات پر قطعاً متفق ہیں کہ کوئی قادیانی مسلمان نہیں ہے۔

۴۔ اپنے ان اقوال اور تحریروں کے سلسلے میں جو مرزا غلام احمد کی ہیں۔ یہاں ان کے جانشینوں اور پیروؤں کی ہیں۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کو اس طرح کی وحی کا نزول ہونا تھا جیسا کہ وحی نبوت صلی

۵۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے خود ان کی نبوت کی تردید و تکذیب ہو جاتی ہے۔  
۶۔ مرزا صاحب نے اپنی حیثیت کا اظہار ایک مکمل بنی کی طرح کیا ہے جیسا کہ عالمگیر حیثیت رکھنے والے نبیوں کو ہے

۷۔ ہمارے بنی اخرا زمان کے بعد وحی نبوت کا نزول ناممکن ہے جس کا اس امر پر ایمان ہے

۸۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔  
مذہب بالا بحسب اور نتائج کی روشنی میں خیال کرتا ہوں کہ بڑے قضاط طریقے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ٹرانس لکورٹ کی طرف سے جو فیصلہ صادر کیا گیا تھا۔ وہ قطعاً درست ہے۔ امتہ الکریم کی اپیل میں کوئی وزن نہیں اس لئے میں اسے خارج کرتا ہوں۔

جہاں تک لفٹیننٹ نذیر الدین کی اپیل کا تعلق ہے مجھے سٹر منظر محمود ایڈووکیٹ نے اس سے متعلق بہت اسرار مجھ کو بتائے ہیں۔ امتہ الکریم کے جہیز کی چیزیں اس کے قبضہ میں ثابت ہوتی ہیں۔

ان کی قیمت بہت مختلط طریق پر لگائی گئی ہے جسے اس کی اپیل میں بھی۔ کوئی وزن نہیں آتا۔ لہذا میں اسے بھی خارج کرتا ہوں۔ جیسا کہ دونوں پارٹیاں اپنی اپنی اپیلوں میں وزن نہیں رکھتیں میں مقدمہ کے اخراجات کی ادائیگی کے لئے کوئی احکامات صادر کرنا پسند نہیں کرتا۔ کلکٹر راولپنڈی ڈسٹرکٹ کو اطلاع دی جائے کہ وہ ٹورٹ فیس برآمد کر لیں۔

محمد ابراہیم شیخ ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی  
۵۵۔ ۶۰۔ ۳۰ ع

## ذیل اور عید اللہ ابن نہمان

### سید ہاشمی قریب آبادی

حکومت اسلامی کو سندھ کے متعلق پہلی سرکاری اطلاع ان لفظوں میں دی گئی جو اشعار کی طرح لوگوں کو یاد ہو گئے  
”ماء عاوشل و شرماد قل و لصحا بطل ان قل الحش فی صا صاعوا و ان کثر و صاعوا“  
دو ماں کا پانی اٹھلا پھل بد مزہ اور لپٹیں۔ اگر فوج کم ہو تو فتنے ہو جائے۔ زیادہ ہو تو بھوک رو جائے، حضرت عمرؓ نے یہ من کر خبر دینے والے سے فرمایا کہ حال بیان کرتے ہو یا قافیہ پیمانی؟

اس وقت پورے ایران پر قبضہ نہیں جاسکتا۔ لیکن جب سیستان فتح ہوا۔ تب مجاہدین اسلام کی ترک تازہ ممکن وقت ہمارے کی جانب شروع ہوئی۔ انہی غزوات میں امیر حبیب کا وہ حملہ شامل ہے جس میں یہ عرب سردار داؤ کی کابل کو پامال کرتا ہوا، دنیا کے سندھ کے پار ہوا پنجاب میں، ورتنگ بڑا اور دیکھ بھال کر کے واپس چلا گیا۔ عرب مجاہدین کو ہندوستان کا یہ مقامی راستہ معلوم ہو گیا تھا مگر کسی بڑے پھیلنے پر فوج کشی کی فرصت نہیں ملی۔ مقتدر ہمارے مکہ میں ہی ملت اسلامی کی کھیتی سنبھلنے کے لئے خدا چاہے کتنے جاہلذہن کو خون نہا۔ مگر ہر شاعر و ادیب مغرب کے سادہ الفاظ تاثیر کی روح ان ہی کی قریبانیوں نے پھونکی تھی۔

کہتا ہے:- اکو با مجرم و ارض الہند من قدام  
بقند ہار و من مکتب میتہ  
و من سر اسات قل لا عرفت برا  
بقند ہار و من مکتب میتہ

دعما لکرم اور مرزین منہ میں دہم، کتنی ہی دفعہ پونے جانے گئے جنگ ازمارے کے دشمن کی قبر تک نہیں ہی۔  
قند ہار میں۔ جس کی موت قند ہار میں لکھی تھی۔ اسے تو بھگتوں سے پاٹ دیا کہ پھر خبر نہ آئی!

اسی طرح مکہ مکرمہ عربوں کی آمد سے پہلے ہی ویران تھا اور ان کے چند صدی رہ کے چلے جانے کے بعد بھی سنسان ہو گیا۔  
اول و صر انا تک ناگر ارگنہ تا قاتار یخچ میں ایک اور شاعر قسطنطنیہ کی کا یہ قطعہ گواہی میں نقل کرتے ہیں

وانت تسیر الی مصران؟  
ولم تکت حاجی مصران!  
وحدتت فیہا لہ انہا  
بان الکتبیر سہا جبالہ  
فقد سخطا لود و اطمندر  
ولا فخر فیہا ولا امتجر  
فما زلت عن ذکرہا وخر  
وان التلیسل بہا السجور

دارہ تو اتنی دور مکہ میں جانے کا؟ وہاں کیا رکھا ہے اور مجھے حاجت کیا ہے، نہ جنگ کا وہاں موقع ہے نہ تجارت کا۔ میں اس کا حال سنتا تھا مگر کبھی نہیں گیا اور ذکر ہی سن کر ٹل جاتا تھا کیوں کہ وہاں کثرت ہے بھگتوں کی۔ اور چند مقام پر نظر لگتا ہے یہ ہے کہ خلیفہ دینید یا حجاج بھی اول اول سندھ فتح کرنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے۔ حجاج نے سندھ کے راجہ کے پاس سفارت روانہ کی تھی کہ عربوں کی مفتی یا مجسدی طفل کو قزاقوں نے لوٹا، اور اس کے کئی مسافر پکڑ رکھے ہیں، اس پر چھوٹا چلے اور اوٹ کا مال واپس دلوایا جائے۔

راجہ نے جواب دیا کہ یہ کام دیل کے قزاقوں کا ہے، وہ ہمارے قابو میں نہیں۔ اس باب میں میں ذمہ دار نہ کروں، چلے۔  
حق جانے اس کا قدر مان لیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب فیس دی وپل بند میں مجبوس ہیں۔ لہذا ایک مختصر سی اہم حضرت جری قزاقوں کی تاویب اور اپنے قیدی بچھڑا کر لانے کی غرض سے دیل بھیجی۔ اس فوج میں پورے ایک ہزار سوار بھی نہ تھے۔ البتہ ایک ہجرتی شہ سوار عرب عبید اللہ ابن نہمان ہمہ کاسر دار تھا۔ یہ سلسلہ یعنی سلسلہ کے واقعات ہیں



خواہ رشتہ دار ہو یا غیر خواہ ہندو ہوں یا مسلمان ہوں۔ اور مسافروں اور غلاموں سے نیکی کرو۔ جو صورت اس نظام الادب کا (پروگرام) کی پابندی کرے گی۔ اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ اور اس کے لیے مخلوق خدا کے دلوں سے دعا خیز نکلتے گی۔

قرآن مجید کی تعلیم یافتہ لڑکی۔ عفت پناہ عصمت ماب۔ باحیا۔ بااخلاق۔ ماں باپ کا ادب کرنے والی بھائی بہنوں کی مونس و غمخوار۔ سلیقہ دار کفایت شعار غیر محرموں سے اپنا حسن چھپانے والی وغیرہ وغیرہ اوصاف حمید سے متصف ہونے والی ہوگی۔ کیونکہ قرآن مجید نے اسے تعلیم ہی ایسی دی ہے اور وہ پاکیزہ تعلیم اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہوگی۔

### موجودہ تعلیم پانے والی لڑکی

موجودہ تعلیم پانے والی لڑکی کا نقشہ خود تعلیم یافتہ لوگوں کی زبانی آج کل یہ شکایت عام ہے کہ لڑکیاں اتنا درجے کی بدتمیز، خود پسند، مغرور مذہب سے لاپرواہ، شرم و حیا سے عاری، شیخی اور نمود کی دلدادہ، دلشکنی سے انہیں گریز نہیں۔ خدا کا خوف انہیں نہیں، پرہیز سے انہیں نفرت آتی ہے۔ کیوں؟ یہ تعلیم کا قصور نہیں۔ بلکہ ہمارے بزرگوں کا قصور ہے (خصوصاً مردوں کا) وہ لڑکی کو مریاں لباس پہننے سے۔ مونہہ اور ہونٹوں پر سرخی ملنے سے۔ مردوں کے ساتھ بے باکانہ مذاق کرنے سے نہیں روکتے۔ پھر آج کل کی لڑکیاں دلشکنی سے گریز نہیں کرتیں۔ کیونکہ ان کو خورشت خد کی تلقین نہیں کی جاتی۔ وہ گستاخ ہیں۔ اس لیے کہ ان کو باادب بالانصیب کا سبق نہیں دیا جاتا۔ یہ خود غرضی کا مجسمہ ہیں۔ اس لیے کہ تعلیم یافتہ ہونے سے والدین کی آنکھیں کچھ ایسی خیر ہو گئی ہیں۔ کہ ان کی ہر بے جا فرمائش کو پورا کرنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ والدین نے موجودہ تعلیم کو بے حد اہمیت دے رکھی ہے وہ مطمئن ہیں کہ ان کی لڑکی انگریزی بول سکتی ہے یا تو بچا سکتی ہے۔ اور پائیٹوں میں باسلیقہ گفتگو کر سکتی ہے۔ اور اگر مزدت پڑے۔ تو سٹیج پر ناچ بھی سکتی ہے۔ مگر اس کو خود دار۔ شرمیل۔ اور باحیا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے دلوں میں اسیوں کی وقعت ہوتی ہے۔ غریبوں سے نفرت اور بات چیت کو کراسر شان سمجھنے لگ گئی ہیں۔ ان کو اپنے بزرگوں تک کی باتوں کا جھک وہ جاہل سمجھتی ہیں۔ منہ کھڑا کرنے میں کوئی دریغ نہیں

ہوتا۔ اور نہ والدین ہی ان کے اس گستاخانہ طرز عمل پر کوئی سرزنش کرتے ہیں۔

پاؤڈر اور لب شک کا استعمال سکول اور کالج کی لڑکیوں کے لیے ہمیشہ سے برا سمجھا جاتا ہے۔ اندر اسی لڑکیاں پہلے کبھی سکولوں میں گھسنے نہیں پاتی تھیں اور نہ ماں باپ اور استاد اس کی اجازت دیتے تھے۔ مگر اب دہی والدین بڑے چاؤ سے اپنی لڑکیوں کو یہ سب کی اس اندھی تقلید پر چڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

(ماخوذ از عفت روزہ قندیل، ۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء)

### جو بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے

چونکہ اسلام نے اپنی تعلیم میں خدا پرستی۔ خدا ترستی خدمت خلق۔ مسکینوں پر رحم۔ غریبوں کی ہمدردی کی تعلیم دی تھی۔ اس لیے اسلام کے رنگ میں رنگی ہوئی جو عورتیں پہلے جوتی تھیں اب وہ خال خال کہیں مسلمانوں کے گھروں میں ہوں گی۔ ان میں وہ خیریاں جو عرض کر چکا ہوں پائی جاتی ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کی نئی تعلیم یافتہ لڑکی کا جو رنگ ڈھنگ ہے وہ خود انہیں لوگوں کی زبانی آپ نے سن لیا۔ جو اس راہ کے وہ نورد ہیں۔ وہ نہ ہم مولوی لوگوں کو کیا پتہ۔ کہ سکولوں اور کالجوں میں پہلے کیا تھا۔ اور اب کیا ہے۔

### قرآن ناظرہ پڑھنے سے عاری

ابھی چند ماہ ہوئے ایک کالج میں پڑھنے والی لڑکی نے مجھے بتلایا۔ کہ ہمارے کالج میں تحقیق کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ ۶۷۸ لڑکیوں میں سے فقط ۳۷ لڑکیاں قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتی ہیں۔

براہِ ران اسلام! ہمیں معلوم ہے کہ اس جہت کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ جب انہیں پتہ ہی نہیں ہوگا۔ کہ اسلامی عقائد کیا ہیں۔ اسلامی نظام خانہ داری کیا ہے اسلامی عبادات کیا ہیں۔ ان کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے ہم پر ماں باپ کا کیا حق ہے۔ خاوند کا کیا حق ہے۔ اولاد کا کیا حق ہے۔ دنیا میں پیدا کرنے والے نے کیوں پیدا کیا ہے۔ مرنے کے بعد کیا کیا واقعات پیش آنے والے ہیں۔

### حاصل

یہ ہے کہ کالج کی تعلیم یافتہ عورتوں کی۔ پورپ کی اندھی تقلید کی دلدادہ اور فریفتہ عورتوں کی جیسا کہ آپ اسی مقالہ میں سن چکے ہیں۔ مگر قرآن مجید کے نقطہ نگاہ سے وہ عملی طور پر ہنر مند ہوں گی۔

### قیامت کے دن ان کا حال

قللہ تعالیٰ (یوم تقلب وجہہم فی النار)

لیقولون یلینا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول و قالوا کینا انا اطعنا ساوتنا و کبراءنا فاضلوا السبیلہ دینا التہم ضعیفین من العذاب والعنہم لنا کبیرہ (سورۃ الاحزاب رکوع ۴۷) جس دن ان کے مونہہ آگ میں اُلٹ دئے جائیں گے۔ اے کاش۔ ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرخاروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دیکھا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر

### سوچ لو

اپنی لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلانے کا شوق رکھنے والے بھائیو اور بہنو سوج لو۔ کہ دین کی تعلیم نہ دلانے سے ان لڑکیوں کی قیامت کے دن کیا حال ہوگا۔ اور تمہارا حال کیا ہوگا۔

### کیا چاہئے تھا

چاہئے تو یہ تھا۔ کہ لڑکیاں بقدر ضرورت دینی تعلیم پاتیں۔ اور پھر دین کی تعلیم اعلیٰ سے اعلیٰ پاکر خود اسلام کی پابند ہوتیں۔ اور دوسری پہلی کو دین کی تعلیم دیتیں۔ تاکہ ان کی دنیا و آخرت بھی سنوڑ جاتی۔ اور ان کی برکت سے دوسری لڑکیوں کے بھی دونوں جہاں سنوڑ جاتے۔

### میری یہ صدا

میرے بھائیو اور بہنو! اگر میری اس صدا پر عمل نہیں کرو گے۔ تو قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکو گے۔ کہ اے اللہ تیرے بند سے ہمیں اس خطرے سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ و ما علینا الا البلاغ۔ ان اربید الا الاصلاح

## حکایات الصالحین

### کے عنوان

کے تحت حضرت مولانا شاہ دینی شاہ محمد رحیم رحمہ اللہ علیہ کے مختصر حالات مولوی محمد مقبول عالم صاحب بی۔ اے لاہور قلم بند کئے ہیں۔ جو اگلے شمارہ میں اشاعت پذیر ہوں گے۔



# سلطان شہید

اے شجاع ازل! اے ہند کے فرزند جلیل!  
زندگی خود ہے ترے ذوق شہادت کی قلیل  
نامرادی تری آئین وفا کی تمہیں  
رزم آرا علم جیش صداقت تجھ سے  
زندہ ہے آج بھی مشرق کی شجاعت تجھ سے  
لے گئی عرش وفا پر تجھے تقدیر تری  
گو بجتی ہے ابھی آفاق میں بکسیر تری  
عدل کے ہاتھ میں ہے آج بھی شمشیر تری  
لب اقوام پہ جاری ترا افسانہ ہے  
سونہ آزادی مشرق ترا پروانہ ہے  
ہائے اوہ منزل الفت سے گزرناتیرا  
جملہ آراء شہادت! وہ سنور ناتیرا  
غیرت عشق کے آغوش میں مر ناتیرا  
بنیم امکاں پہ گراں جب تری تنہائی ہوئی  
موت آئی تیرے آغوش میں شرابی ہوئی  
تو ہے وہ بحر جو شرمندہ ساحل نہ ہوا  
وہ مجاہد ہے جو آسودہ منزل نہ ہوا  
مصلحت سے کبھی مانوس ترا دل نہ ہوا  
عشق سے آگ کے شعلوں کو بجھایا تو نے  
جاوداں ہستی فانی کو بنایا تو نے

تری جرأت تھی غم سود و زیاں سے آزاد  
تو رہا گردش دوران جہاں سے آزاد  
ہے تیری یاد زباں اور مکاں سے آزاد  
باطل افکن ہے ترانہ آواز ادا بھی  
ہے ترے نام سے لرزاں ستم ایجاد بھی  
ہند کو محرم اسرار وفا تو نے کیا!  
حق و ساداری مشرق کا ادا تو نے کیا!  
پرچم افشاں سلم دین خدا تو نے کیا!  
حلقہ جادوئے امرتنگ کو توڑا تو نے  
ہند میں بچہ شیطان کو مروڑا تو نے  
حریت شرخی نظم مہ و خورشید ہے پھر  
انقلابات کی کچھ اور ہی تہیہ ہے پھر  
ہاں تیرا عہد وفا عازم تجدید ہے پھر  
پھر ہے بیدار جلال چشم آزادی  
وقت کے ہاتھ میں ہے پھر علم آزادی  
ہند میں آج جو یہ جلوہ بیداری ہے  
سطوت غیر جبر مجبور۔ نگو تساری ہے  
یہ ترے شعلہ اثیاء کی گلکاری ہے  
مہر تکمیل ترا جذب تمام آپہنچا  
ہیچ آزادی مشرق کا پیغام آپہنچا!



# حیات اجتماعی میں عورت کی حیثیت

قرآن حکیم کی روشنی میں

(۳)

از خواجہ عبدالوہید صاحب کراچی

پہلے

اس سلسلہ میں یہ بات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئے کہ پردہ کے متعلق بعض احکام انداج مطہرات کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں۔ بعض لوگ ان احکام کا مسم انسان عورتوں کو مخاطب نہیں قرار دیتے۔ لیکن مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ ان آیات میں کو خطاب اہبات المؤمنین کو ہے۔ اس لیے نماز میں وہی مخاطب ہیں مگر تخصیص فی الذکر سے تخصیص فی الحکم لازم نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ بھی معلوم ہے کہ بعض ایسی آیتیں بھی قرآن مجید میں وارد ہوتی ہیں جن میں بجاہ راست اہبات المؤمنین کو خطاب کر کے ایسے احکام دیئے ہیں جن کا اطلاق بالاتفاق تمام مومنہ عورتوں پر ہوتا ہے۔

## پہلے کے مفروضہ نقائص

جہاں تک پہلے کے مفروضات کا سوال ہے تمام دعوے محض فریب پر مبنی ہیں۔ اس لیے کہ پہلے کوئی ایسی پابندی نہیں جو دن رات کے چوبیس گھنٹے ایک عورت کو کھلی مہما میں سانس لینے سے روکتی ہو۔ پہلے کی پابندی عورت کو صرف اس وقت کرنا ہوتی ہے جبکہ وہ گھر سے باہر چل پھر رہی ہو یا ہر چلنے پرانے کے علاوہ بقیہ اوقات تمام عورتوں کو خواہ وہ غریب میں ہوں یا مشرق میں اپنے گھروں کے اندر ہی بسر کرنا ہوتے ہیں اور وہاں وہ پردہ نہیں ہوتا جو باہر ضروری ہے۔ اب ایک عورت جو شہر سے باہر کوٹھی میں رہتی ہے اور موٹر میں بیٹھ کر کسی دوسری جگہ جاتی ہے۔ اگر اسے دس منٹ کے لیے منہ پر نقاب ڈال لینی پڑے تو اس کے لیے کیا مصیبت ہے اس طرح یہ کہنا کہ پردہ کی وجہ سے عورتیں تقسیم ہو رہی ہیں جاتی ہیں محض بے معنی بات ہے۔ اس لیے کہ وہ عورتیں جو ہزاروں کی تعداد میں برقعہ پہن کر سینا جاتی ہیں ان کو اسکولوں یا کالجوں میں جاتے ہوئے کیا روکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

میں اس حقیقت کو بار بار دہرا چکا ہوں کہ عورت کا فرض منصبی نوع انسانی کی افزائش اور اس کی پرورش اور تربیت ہے۔ اس کام کو باحسن وجہ انجام دینے

کے لیے گھر کے ماحول کا پرمان جونا ناگزیر ہے اس لیے کہ منسل انسانی کی علاج و معیہ کا راز یہی ہے کہ عورت کی توجہ بکلیت بچے کی پرورش اور تربیت سے ہٹنے نہ پائے۔

اس فرض کے پیش نظر عورت کو اس کے بچوں کے باپ کے علاوہ دوسرے تمام مردوں سے میل جول کو یا گیا۔ تاکہ اس کے گھر کی زندگی میں خلل کا کوئی امکان پیدا نہ ہو سکے۔ اور اس کے بچوں کے باپ کو (جو خود اس کی امداد بچوں کی ضروریات کا کفیل ہے) کبھی اس بات میں کوئی شبہ پیدا نہ ہو کہ وہ بچے اس کے نہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کی ماں اس کے علاوہ کبھی کسی دوسرے مرد سے تعلیق میں نہیں ملتی۔ لہذا نامحرم مرد اور عورت کا تعلیق قطعاً حرام دیکھا گیا۔ ساتھ ہی وہ تمام مرد جن کے ساتھ گھر میں رہنا عورت کے لیے ناگزیر ہے۔ ان سب سے اس کا علاج حرام کر دیا گیا۔ جیسا کہ باپ۔ بیٹا۔ بھائی وغیرہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب عورت کی فطرت ان مردوں کی طرف منفری حیثیت سے نگاہ ڈالنے سے کراہت کرتی ہے

ساتھ ہی عورت کو یہ تاکید کر دی گئی ہے کہ ان گھروں کے سلسلہ میں وہ شرم دینا ملحوظ رکھے اور اپنے چہرے اور ہاتھ پاؤں کے علاوہ جسم کے باقی حصوں کو چھپائے رکھے۔

## اندرونی خسانہ پہلے

اس بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جن کا ذکر اوپر پیش قرآن حکیم عورتوں کی اندرونی خانہ زندگی کے متعلق مندرجہ ذیل احکام عائد کرتا ہے۔

(۱) سب سے اول مردوں کو کہا جاتا ہے کہ گھروں کے اندرونی امور کا احترام کریں۔ اور اس میں دخل انداز نہ ہوں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

بِمَوَاطِنَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَكَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ

(۲) اور یہ حکم اس صورت کے لیے عاجل کسی ضرورت کی وجہ سے دوسرے شخص کے گھر میں جانا ناگزیر ہو۔ اب کہا جاتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے

لیے تو دوسروں کے گھروں میں جانا ہی نہ چاہئے۔ باہر ہی سے جو کچھ کہنا سنا ہو کہ سن لینا چاہئے۔

وَإِذَا مَسَّ الْتَوَهُنَ مَتَاعًا فَلْيَمْسِكُنَّ مِنْ قِصَاصِ حِجَابٍ وَخَلْجِ الْكَلَامِ لَكُمْ أَطْهَرُ لَكُمْ وَلَكُمْ وَلَكُمْ

جب ان سے کچھ مانگا ہو تو پردہ کی ادنیٰ ہی سے مانگ لیا کرو۔ یہ طریق تمہاری اور ان دونوں کی صفائی قلب کو برقرار رکھنے کے لیے (مناسب) ہے۔

(۳) پھر کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو پائے کے ایسے عورت پر گفتگو کو انداز و مصلحتاً راہ اختیار کریں۔ پردہ کی اور اس سے بھی جو باتیں ہوں وہ ایسی ہوں کہ مرد کے دل میں عورت کے متعلق کوئی نامناسب خیال پیدا نہ ہونے پائے۔ یعنی گفتگو میں نااندرناز کا پہلو نہ ہو۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرْغَبٌ وَفَلَن تَوَلَّوْنَ مَعْرَافًا

(ایسی ملائمت سے بات نہ کرو جس کے دل میں روگ ہو تو وہ تم سے کسی ناجائز توجہ کا لالچ کرنے لگے۔)

(۴) اس کے بعد یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جب گھروں کے اندر مرد اور عورت جمع ہو کر ہیں تو عام طور پر ان کو یہ عادت پیدا کرنی چاہئے کہ دونوں کی نگاہیں ہلکی رہیں۔ نہ یہ کہ ایک دوسرے کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کریں۔

قُلْ لِلرِّجَالِ مَا يَتَّبِعُونَ لِيُفْضُوا مِنْ أَعْيُنِهِمْ

(مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں)

وَقُلْ لِلرِّجَالِ مَا يَتَّبِعُونَ لِيُفْضُوا مِنْ أَعْيُنِهِمْ

(اور مومنہ عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں)







# پیکوں کا حصہ

غیر ۳

مرتبہ: ع-م جہان

جلد ۱۷

## خلفائے راشدین

بچو! آج کی اشاعت میں ہم آپ کو خلفائے راشدین کے مختصر حالات پیش کریں گے۔ تاکہ تم بھی اپنی آئندہ زندگی کو ان بزرگوں کی طرح ڈھلنے کی کوشش کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ کے اتفاق سے خلیفہ ہوئے۔ آپ کے فضائل بہت ہیں۔ آنحضرت نے اپنی بیماری کے زمانہ میں آپ ہی کو نماز پڑھانے کے لیے اپنی جگہ پر صحابہ کا امام بنایا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر روئے زمین کے مسلمانوں کا ایمان اور ابوبکر کا ایمان ٹولا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلہ جھک جائیگا اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ کے فضائل اتنے ہیں جتنے آسمان پر تارے۔ ۳ سالہ میں جب کہ آپ کی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ آپ نے انتقال فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمرؓ صحابہ کے اتفاق اور خلیفہ اول کی وصیت کے مطابق خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کے اوصاف بے شمار ہیں۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی بنی ہوئے والا ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوتے۔ ۱۰ سالہ میں ایک کافر غلام نے آپ کو عین نماز میں خنجر سے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ آنحضرت کے قبر شریف کے قریب دفن کئے گئے۔

حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بڑے صحابہ کے مشورے سے خلیفہ مقرر ہوئے آپ کے فضائل بھی بہت ہیں آنحضرت کی دو صاحبزادیاں حضرت بی بی رقیہ اور حضرت بی بی آمنہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد دیکھ

آپ کے نکاح میں آئیں۔ اس لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔ آپ میں یوں تو بہت سی خوبیاں تھیں۔ مگر حیا کی صفت سب سے زیادہ تھی۔ آنحضرت فرماتے ہیں عثمان بڑے حیا والے ہیں۔ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

آپ ان کو روزہ رکھنے اور رات کو اکثر وہ عبادت میں گزارتے ہیں قرآن شریف کی تمام سورتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں متفرق طور سے لکھی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ مصحف کی صورت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حکومت میں جمع ہو گئی تھیں۔ لیکن اس مصحف کی اشاعت کا کام حضرت عثمان کی حکومت نے انجام دیا۔

۳۰ سال کی عمر میں جب کہ آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔ اور آپ تلاوت قرآن

فرماتے تھے۔ چند باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت عثمان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے۔ آپ کے فضائل بھی بہت ہیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ آپ کی شادی آنحضرت کی چیتی صاحب زادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا: میں نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا۔

اور جس نے مجھ کو دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ حضرت علی اپنی خلافت کے زمانہ میں دن کو خلافت کا کام انجام دیتے اور رات کو عبادت الہی میں مصروف رہتے۔ لوگوں نے آپ سے کہا۔ کہ آپ کیوں اس قدر محنت اٹھاتے ہیں کہ نہ تو دن کو آرام ہے اور نہ رات کو چین۔ آپ نے فرمایا اگر میں دن کو آرام لوں تو رعیت برباد ہوتی ہے اور اگر رات کو آرام کروں۔ تو میں تباہ ہوتا ہوں۔ حضرت علی تو بہت بہادر اور سختی تھے۔ سب سے ایک پر محنت نے آپ کو نماز کی حالت میں شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے راشدین کہتے ہیں۔

بچو! جب حضور رسالت آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک تحریر کرو۔ تو موجودہ فلیش کے مطابق حضرت محمد معلم امت لکھا کرو۔ بلکہ پورا صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرو۔ کیونکہ معلم لکھنا آنحضرت کے نام کے ساتھ بخل کرنا ہے اور یہ گناہ میں شامل ہے۔

ع-م۔ جہان



تَبْلِیغِ دینِ و اشاعتِ اسلام کا

بیمثال ادا

# انجمن خدام الدین

انڈیائی شیخ الاسلام لاہور

زیر سرپرستی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

مندرجہ ذیل شعبہ جات کا کام بفضلہ تعالیٰ سرانجام دے رہا ہے

مدرستہ البنات :- موجودہ مغربیت زدہ دور میں لڑکیوں کی تعلیم دیکر اسلامی معاشرہ سکھاتا ہے

شعبہ نشر و اشاعت :- مختلف مسائل پر لاکھوں پمفلٹ مفت تقسیم کر چکا ہے۔

دارالحفاظ میں { ا۔ تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھایا جاتا ہے۔  
ب۔ بچوں کو قرآن کریم حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔

مدرسہ قاسم العلوم { (ا) ہر سال علماء کی ایک جماعت ربطیات قرآن کریم کا دورہ کر کے مستند ہوتی ہے  
(ب) طلباء کی ایک مستقل جماعت دینی تعلیم حاصل کر رہی ہے جس کا تمام تعلیم کی انجمن خدام کی قیادت ہے

ہفت روزہ خدام الدین کا اجراء اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کی طرف ایک اہم قدم ہے۔